ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
38
www.tanzeem.org
21تا27 محرم الحرام 1440ھ/ 2تا8 اکتوبر 2018ء

اس شمارے میں

حقیقی تبدیلی

ایمان کا حاصل: توکل علی اللہ

مطالعہ کلامِ اقبال (88)

سب سے بڑا گناہ

مکر و دغا سے پاک سیاست......

اذان کے احترام میں لوگوں کی غفلت

تحریک ریشمی رومال کے بارے میں مائیکل اوڈوائر کے خیالات

کیا مظلوم محصورین بنگلہ دیش رحم کے سب سے زیادہ مستحق نہیں؟

قرآنی فضا میں زندہ رہیے!

قرآن کی اپنی ایک فضا ہے، جس میں اس کے قاری، اس کے مطالعہ کرنے والے، اس کے مضامین پر غور کرنے والے اور اس کے ساتھ ساتھ قدم بقدم چلنے والے زندہ رہتے ہیں۔ یہ فضا محض اس کا درس و تدریس اور قراءت و مطالعہ نہیں ہے، قرآنی فضا میں زندہ رہنے سے ہماری مراد یہ ہے کہ انسان اس قسم کے احوال و ظروف میں زندگی گزارے جس میں کہ قرآن نازل ہوا تھا۔ وہی تحریک ہو، وہی جدوجہد ہو، مخالفت کے طوفانوں سے وہی مقابلہ ہو، معاندین کے ساتھ وہی کشتی ہو، وہی انتظام و اہتمام ہو جو امت مسلمہ کی پہلی صف کے وقت میں تھا۔ یہ جاہلیت جو آج روئے زمین پر محیط ہے اس کے ساتھ وہی مقابلہ ہو جو پہلی جماعت مسلمہ نے کیا تھا۔ قرآنی فضا میں زندگی گزارنے والے کے دل و جان اور حرکت و سکون میں یہی ولولہ ہو کہ اسے اپنے نفس میں اور تمام انسانوں کے قلب و روح میں اسلام کی روح کو پھونکنا ہے، جس طرح پہلی بار جاہلیت سے مقابلہ ہوا تھا، اب ایک بار پھر وہی مقابلہ کرنا ہے، جاہلیت کے ہر تصور، ہر عقیدے، ہر رسم و رواج اور ہر تنظیم کو مٹا کر اس کی جگہ پر زندگی کے ہر انفرادی و اجتماعی شعبے میں اسلام کو نافذ کرنا ہے۔ قرآن کا ذوق حاصل کرنے کے لیے اس فضا میں زندہ رہنا اور اس فضا کو برپا کرنا ضروری ہے۔ قرآن کا نزول اس فضا میں ہوا تھا، اور اس کا عمل دخل انہی حالات میں قائم ہوا تھا۔ جو لوگ اس قرآنی فضا میں زندگی نہیں گزارتے، وہ قرآن کے درس و تدریس اور قراءت اور علوم کے خواہ کتنے ہی ماہر ہوں، اور ہر وقت اسی میں غرق رہیں، مگر وہ قرآن سے الگ تھلگ ہیں۔

سید قطب شہید رحمہ اللہ

الھدیٰ (821)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

عذابِ الٰہی سے کوئی نہیں بچا سکتا

سُورۃُ الْاَنْبِیَاء | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | آیات: 12 تا 5

فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ
اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾
فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾

آیت ۱۲ ﴿فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ﴾ ’’پھر جب انہیں محسوس ہوا ہمارا عذاب‘‘

جب عذاب کے آثار ظاہر ہونا شروع ہو گئے اور انہیں احساس ہو گیا کہ اب واقعی عذاب آنے والا ہے تو:

﴿اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ﴿۱۲﴾﴾ ’’تو اس سے بھاگنے لگے۔‘‘

آیت ۱۳ ﴿لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۳﴾﴾ ’’(اس وقت انہیں کہا گیا:) اب بھاگو مت اور واپس جاؤ اپنے سامانِ تعیش اور محلات کی طرف‘ شاید کہ وہاں تمہیں پوچھا جائے۔‘‘

شاید وہاں تمہیں اپنا کوئی پرسانِ حال یا خبر گیری کرنے والا مل جائے۔

آیت ۱۴ ﴿قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾﴾ ’’انہوں نے کہا: ہائے ہماری شامت! ہم تو خود ہی ظالم تھے۔‘‘

چونکہ اس وقت تک حقیقت ان پر منکشف ہو چکی تھی اس لیے انہوں نے بڑی حسرت سے اعتراف کیا کہ حق کو جھٹلا کر اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کا ارتکاب کر کے انہوں نے خود ہی اپنی جانوں پر ستم ڈھایا تھا۔

آیت ۱۵ ﴿فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾﴾ ’’پھر وہ بار بار یہی کہتے رہے‘ یہاں تک کہ ہم نے کر دیا انہیں کٹی ہوئی کھیتی اور راکھ کی مانند۔‘‘

حَصِیْد کے معنی کٹی ہوئی کھیتی کے ہیں‘ جبکہ خٰمِدِیْنَ سے مراد یہ ہے کہ وہ بجھی ہوئی آگ کی طرح ہو گئے۔ یعنی ان کی آبادیاں ایسی ویران ہوئیں کہ زندگی کی کوئی رمق وہاں نظر نہ آتی تھی۔

فرمان نبوی

مسلمان کی عزت کا دفاع

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

(رواه الترمذی)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ’’جس شخص نے اپنے بھائی کی (اس کی غیر موجودگی میں) عزت کا دفاع کیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے سے جہنم کی آگ کو دور کر دیں گے۔‘‘

تشریح: جو شخص کسی مسلمان کی عزت کو منافق کے شر سے بچائے گا، اللہ اس کے لیے ایک فرشتہ بھیجے گا جو اس کو قیامت کے دن دوزخ کی آگ سے بچائے گا اور اللہ اس کی عیب پوشی کرے گا، اور جو شخص کسی مسلمان پر کسی عیب و برائی کی تہمت لگائے گا جس کے ذریعہ اس کا مقصد اس مسلمان کی ذات کو عیب دار کرنا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کے پل پر قید کر دے گا یہاں تک کہ وہ اس تہمت لگانے کے وبال سے نکل جائے گا۔

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حقیقی تبدیلی

ہفتہ رفتہ میں ایشیا خصوصاً ہمارے اس خطے میں جو واقعات رونما ہوئے ہیں وہ یقیناً غیر معمولی ہیں۔ امریکہ کا ایک طاقتور وفد جس کا افغانستان اور بھارت کا طے شدہ تین روزہ دورہ تھا۔ اُس نے اچانک پاکستان میں پانچ گھنٹے کا سٹاپ اوور کیا۔ بعد کے حالات ظاہر کرتے ہیں کہ اس مختصر دورہ سے بگڑے ہوئے پاک امریکہ تعلقات میں کوئی بہتری کی صورت پیدا نہ ہوسکی۔ وزرائے خارجہ کی کوئی مشترکہ پریس کانفرنس نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ کوئی مشترکہ اعلامیہ جاری نہ ہوسکا۔ امریکہ افغانستان کے مسئلہ کا پاکستان کی مدد سے اپنے لیے کوئی آبرومندانہ بلکہ فاتحانہ حل چاہتا ہے جبکہ پاکستان افغان طالبان کے حوالے سے اتنا زیادہ موثر اور بارسوخ نہیں ہے جتنا دنیا سمجھتی ہے اور جتنا پاکستان اپنی اہمیت بڑھانے کے لیے ظاہر کرتا ہے۔ بھارت کے دورہ کے دوران اس امریکی وفد نے بعض اہم نوعیت کے معاہدات کیے جس سے دونوں ملک مزید قریب آتے ہوئے نظر آئے۔ البتہ دونوں طرف بدگمانیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ امریکہ نے بھارت سے شکوہ کیا کہ اس خطے میں بھارت اُس طرح آگے نہیں بڑھا جیسے امریکہ چاہتا ہے۔ اسی طرح بھارت میں یہ تاثر ابھرا کہ امریکہ بھارت کو ڈکٹیٹ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ بھارت کے دانشور یہ سمجھتے ہیں کہ روس سے S-400 میزائل ڈیفنس سسٹم خریدنے سے امریکہ کا روکنے کا کوئی حق نہیں۔

امریکہ اور چین کے درمیان تجارتی جنگ میں گھمسان کا رن پڑ چکا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ٹرمپ کی قیادت میں اب امریکہ عسکری دہشت گردی سے زیادہ تجارتی دہشت گردی کا مرتکب ہو رہا ہے۔ بہرحال امریکی وفد کے برصغیر کے دورہ کے فوری بعد چینی وزیر خارجہ اور ایرانی وزیر خارجہ نے پاکستان کا دورہ کیا۔ یاد رہے ایران اور چین دونوں اس وقت امریکہ کے خلاف مختلف محاذوں پر صف آرا ہیں۔ شنید یہ ہے کہ پاکستان نے چین کے ساتھ سی پیک کے منصوبے پر اپنے بعض تحفظات کا اظہار کچھ یوں کیا ہے کہ اس منصوبے سے چین کی نسبت پاکستان کو بہت کم فوائد حاصل ہوں گے۔ ایک مشیرِ بے تدبیر کے بیان سے بعض غلط فہمیوں نے بھی جنم لیا، لیکن دونوں طرف سے اس کی تردید آ گئی۔ امریکی وفد کی واپسی کے فوراً بعد پاکستان کے آرمی چیف جنرل قمر جاوید باجوہ چین پہنچ گئے۔ دورہ چین کے دوران آرمی چیف کی چین کے صدر سے ملاقات ایک غیر معمولی بات تھی جو امریکہ چین اور امریکہ پاکستان تعلقات میں کشیدگی کے تناظر میں دیکھا جائے تو اس ملاقات کی اہمیت دوچند ہو جاتی ہے۔ جہاں تک بھارت کا تعلق ہے، وہ سعودی عرب کے سی پیک میں پارٹنر بننے اور پاکستان کو اقتصادی پیکج دے کر بیل آؤٹ کرنے کی اس کارروائی پر بہت تلملایا ہے۔ وزیراعظم عمران خان نے جب ایک خط کے ذریعے پاکستان اور بھارت کے وزرائے خارجہ کی ملاقات کی تجویز دی تو بھارت نے اُسے قبول کرلیا، لیکن جلد ہی اس سے منحرف ہوگیا اور اسی جھنجھلاہٹ میں بھارت کے آرمی چیف نے پاکستان کو سبق سکھانے اور سرجیکل سٹرائیک کی دھمکی دے ڈالی۔ حقیقت یہ ہے کہ کشمیریوں پر ظلم و تشدد سے

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

21 تا 27 محرم الحرام 1440ھ — جلد 27
2 تا 8 اکتوبر 2018ء — شمارہ 38

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ------------------ (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بھارت کی جو دنیا بھر میں رسوائی ہو رہی ہے بھارت ملکی اور غیر ملکی سطح پر لوگوں کی توجہ اُس سے ہٹانا چاہتا ہے۔ پھر یہ کہ رافعیل طیاروں کے سکینڈل میں بھارت کے وزیر اعظم مودی بُری طرح پھنس چکے ہیں۔ لہٰذا بھارت کی سیاسی اور عسکری قیادت اینٹی پاکستان جذبات پیدا کر کے اندرون ملک سیاسی فائدہ حاصل کرنا چاہتی ہے۔

ہفتہ رفتہ میں سب سے بڑا واقعہ پاکستان کے وزیر اعظم کا دورہ سعودی عرب اور اُس کے انتہائی غیر متوقع نتائج ہیں۔ عمران خان نے وزیر اعظم بنتے ہی یہ اعلان کیا تھا کہ وہ کوئی غیر ملکی دورہ اُس وقت تک نہیں کریں گے، جب تک وہ اُس دورہ کو پاکستان کے لیے مفید نہیں سمجھیں گے۔ وزیر اعظم نے شاہ سلمان اور کراؤن پرنس محمد بن سلمان سے ملاقات کی۔ جس کے بعد سعودی عرب کی نہ صرف سی پیک میں شرکت کا اعلان کیا گیا بلکہ تجزیہ نگار یہ جان کر ورطہ حیرت میں پڑ گئے کہ سعودی عرب گوادر میں ایک بہت بڑی آئل ریفائنری کے لیے سرمایہ کاری کرے گا، آئل سٹی بنائے گا اور پاکستان کو دس ارب ڈالر کے پیکج سے بیل آؤٹ بھی کرے گا۔ پاکستان کی حکومت نے یہ واضح کیا کہ سی پیک میں سعودی عرب کو ایک پارٹنر کی حیثیت دینے کے حوالے سے چین کو اعتماد میں لے لیا گیا ہے۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ امریکہ جو سی پیک اور OBOR کے چینی منصوبے کا بدترین دشمن ہے اور اس کے نتیجہ میں چین کی علاقے میں معاشی بالا دستی قائم ہوتے محسوس کر رہا ہے۔ اس امریکہ کا صف اوّل کا حلیف اور انتہائی قریبی دوست سعودی عرب کیوں سی پیک کا حصہ بنا ہے۔

یہ ایک اہم نکتہ ہے جس پر غور کرنے کی ضرورت ہے اور اس سے بہت سوال کھڑے ہوتے ہیں، کہیں پاکستان کو بالواسطہ طور پر کسی نئے جال میں پھنسانے کی یہ امریکی کوشش تو نہیں۔ کیا امریکہ افغانستان اور چین کے حوالے سے پاکستان کو استعمال کرنے کی کوئی نئی کوشش تو نہیں کر رہا؟ کیا اس کو پاکستان ایران کے تعلقات کو خراب کرنے کے لیے استعمال تو نہیں کیا جائے گا؟ اور اہم ترین بات یہ ہے کہ بدقسمتی سے اسرائیل اور سعودی عرب اس وقت بہت قریب آ چکے ہیں۔ کیا اسرائیل پاکستان کا یہ فائدہ ہضم کر سکے گا؟ پھر یہ کہ کیا پاکستان کو خلیجی جنگ میں گھسیٹا تو نہیں جا رہا وغیرہ وغیرہ۔

بہر حال پاکستان کے نقطۂ نظر سے یہ انتہائی شاندار پیش رفت ہے۔ چین سے بہت زیادہ قربت اور چینیوں کا تھوک کے حساب سے پاکستان میں آنا بعض تجزیہ نگار اسے اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھ رہے تھے۔ یہاں تک کہا گیا کہ کہیں چین پاکستان میں وہ رول ادا تو نہیں کرے گا جو ایسٹ انڈیا کمپنی نے برصغیر ہند میں ادا کیا تھا۔ بہر حال سعودی عرب کی شرکت سے کچھ نہ کچھ توازن تو قائم ہوگا۔

تحریک انصاف کی حکومت قائم ہوئے ابھی ڈیڑھ ماہ ہوا ہے لہٰذا یہ کہنا قبل از وقت ہے کہ وہ کامیابی کے جھنڈے گاڑے گی یا ناکام ہو جائے گی۔ وزیر اعظم کا وزیر اعظم ہاؤس میں نہ رہنا اور گورنرز کا گورنر ہاؤس میں رہائش پذیر نہ ہونا اچھی بات ہے۔ اس سے معاشی فائدہ ہو یا نہ ہو نفسیاتی سطح پر بہتری آئے گی۔ سادگی اور بچت کی مہم اور پروٹوکول سے گریز تمام تر خلاف ورزی کے باوجود قابل تعریف ہے لیکن پاکستان کو ریاست مدینہ جیسی ریاست بنانے کے نعرے کا کیا بنا؟ اُس طرف کوئی ایک قدم بھی اٹھتا ہوا نظر نہیں آیا۔ پاکستان مالی بحران سے نجات پا لے ہمیں اس سے خوشی ہو گی، لیکن ہماری اصل دلچسپی تو پاکستان کو ریاست مدینہ کے نقش قدم پر چلتا ہوا دیکھنا تھا۔ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ حکومت قائم ہوتے ہی ایسا انقلاب برپا ہو جاتا کہ پاکستان فوری طور پر ریاست مدینہ کی مانند ہو جاتا۔ لیکن اس حوالے سے کوئی قدم تو اٹھایا جاتا، کوئی پیش رفت تو ہوتی، کوئی سمت تو واضح ہوتی۔ اس کی بجائے اس طرح کی انتہائی تشویشناک خبریں سامنے آ رہی ہیں کہ سینٹ میں ایک ایکٹ پیش کیا جا رہا ہے جس سے توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کی جائے گی۔ جس سے توہین کرنے والوں کے خلاف مقدمہ قائم کرنے اور گرفتاری عمل میں لانے میں مزید مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ اگر ترمیمی ایکٹ پرائیوٹ طور پر سامنے لایا گیا ہے یا لایا جا رہا ہے تب بھی ہم حکومت سے پُر زور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس کی مخالفت کرے۔ حکومت اس مسئلے کی حساسیت کو سمجھے یہ مسئلہ قادیانی عاطف میاں کو اقتصادی مشاورتی کونسل کا رکن بنانے سے کہیں زیادہ سنگین ہے۔ حکومت نے کوئی ایسی کوشش کی تو اُسے منہ کی کھانا پڑے گی۔ روز روز ایسے فیصلے کرنے اور واپس لینے سے حکومت کا امیج تباہ ہو جائے گا۔

آخری حتمی بات یہ ہے کہ پاکستان کی بنیاد کلمۂ اسلام ہے۔ اسلام کے بغیر پاکستان کا کوئی تصور، کوئی حیثیت نہیں۔ تمام ترقی اور خوشحالی رائیگاں جائے گی اگر خدانخواستہ پاکستان اسلامی فلاحی ریاست نہ بن سکا۔ سیکولرازم کی راہوں پر بھٹکنے والی قوم کے لیے یہی حقیقی اور مطلوب تبدیلی ہوگی۔

❁❁❁

ایمان کی پُرزور دعوت اور

ایمان کا حاصل: توکل علی اللہ

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے ایک خطبۂ جمعہ کی تلخیص

سورۃ التغابن کی آیات 8 تا 11 میں ایمان کی پر زور دعوت بڑے مؤثر انداز میں دی گئی ہے۔ فرمایا:

﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا ط﴾

''تو اللہ پر اور اُس کے رسول پر اور نُور (قرآن) پر جو ہم نے نازل فرمایا ہے' ایمان لاؤ۔''

گویا لوگوں سے فرمادیا گیا کہ اگر یہ حقائق تمہاری سمجھ میں آ گئے اور تمہارا دل گواہی دے رہا ہے کہ قرآن حکیم شہنشاہ ارض و سمٰوٰت کا کلام ہے اور جو تعلیمات اِس میں پیش کی گئی ہیں' وہ فطرت کے عین مطابق ہیں' تو پھر اِن حقائق کو ماننے میں دیر نہ کرو بلکہ اپنے اندر اِن کو ماننے کی جراَت پیدا کرو۔ اب کوئی تعصب' مصلحت' ذاتی مفاد اور عصبیت ایمان کی راہ میں حائل نہ ہونے پائے۔ پس اللہ پر ایمان لاؤ اور حضرت محمد ﷺ کو رسول برحق مانو اور اس نور کی حقانیت کا اقرار کرو جو ہم نے نازل فرمایا۔ یہاں ''نور'' سے مراد نور ہدایت یعنی قرآنِ حکیم ہے جو رسول اللہ ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ اور آپ ؐ کی رسالت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اہلِ عرب کے سامنے قرآنِ مجید کو ایک چیلنج کے طور پر پیش کیا۔ یعنی اگر تم محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کو نہیں مانتے' تم کہتے ہو یہ کلام اللہ کا کلام نہیں بلکہ (نعوذ باللہ) محمد ﷺ نے خود گھڑ لیا ہے' یہ خود ساختہ کلام ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر تم بھی ایسا ہی کلام تصنیف کر کے دکھا دو' اِس کے مثل ایک سورت بنا کر لے آؤ۔ چلو' اس جیسی ایک ہی آیت بنا لو۔ تمہارے درمیان بڑے بڑے خطیب اور قادر الکلام شاعر موجود ہیں جنہیں اپنی فصاحت و بلاغت پر بڑا ناز ہے۔ اپنے اِن تمام شعراء' خطباء اور ادیبوں کو جمع کر لو' بلکہ وہ جنات جو تمہارے حمایتی ہیں' ان کو بھی اکٹھا کر لو۔ تم لاکھ کوشش کر لو' اِس جیسا کلام پیش نہیں کر سکتے۔ جب تم سب مل کر بھی اِس جیسا کلام بنانے سے عاجز ہو تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن انسانی کلام نہیں' اللہ کا کلام ہے' اور اِس کا پیش کرنے والا بھی اللہ کا نمائندہ اور رسول برحق ہے۔

اللہ کا کلام وہ نور ہے جو تمہاری ہدایت کے لیے نازل کیا گیا۔ یہ وہ روشنی ہے کہ اگر اِس کی راہنمائی میں چلو گے تو دنیا میں بھی عزت و کامرانی نصیب ہوگی اور آخرت میں بھی فوز و فلاح کے حقدار ٹھہرو گے۔

آیت کے آخری حصے میں فرمایا:

﴿وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝﴾

''اور اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے''

یہاں لطیف اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ ایسا نہیں کہ تمہیں ایمان لانے پر مجبور کیا جارہا ہے' بلکہ ایمان کی محض دعوت دی جارہی ہے' تلقین کی جارہی۔ تمہارے پاس آپشن ہے' خواہ ایمان لاؤ یا نہ لاؤ' یہ فیصلہ تم نے خود کرنا ہے' لیکن یہ بات یاد رکھو' یہ فیصلہ بہت اہم ہے۔ اِس فیصلے کا انجام تمہیں بھگتنا ہوگا۔ یہی بات سورت کے شروع میں بایں الفاظ آئی تھی:

﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ط﴾ (التغابن:2)

''وہی تو ہے جس نے تم سب کو پیدا کیا اور پھر تم میں سے کچھ ایسے ہیں جو (اس کے) انکاری ہیں اور تم میں وہ بھی ہیں جو مومن ہیں۔''

سورۃ الملک میں فلسفہ موت و حیات کے حوالے سے اِس بات کو مزید واضح کیا گیا ہے۔ فرمایا:

﴿الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط﴾ (آیت:2)

''وہی ہے جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون ہے جو اعمال کے اعتبار سے اچھا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے موت و حیات کا سلسلہ پیدا کیا' سب انسان اِس سلسلہ سے گزر رہے ہیں۔ کوئی پیدا ہوتا ہے اور کوئی اپنا مختصر وقفہ زندگی پورا کر کے یہاں سے رختِ سفر باندھ لیتا ہے۔ موت و حیات کی تخلیق کی غرض و غایت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون لوگ ہیں جو بہتر عمل کر رہے ہیں۔

یہ دنیا دار الامتحان ہے اور زندگی مختصر امتحانی وقفہ۔ یہاں کے اچھے یا برے اعمال کا نتیجہ آخرت میں نکلے گا' اُس دن جو کہ اصل ہار جیت کے فیصلے کا دن ہوگا' جس کے متعلق فرمایا:

﴿یَوْمَ یَجْمَعُكُمْ لِیَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ یَوْمُ التَّغَابُنِ ط﴾ (التغابن:9)

''جس دن وہ تم کو اکٹھا ہونے (یعنی قیامت) کے دن اکٹھا کرے گا وہ نقصان اُٹھانے کا دن ہے۔''

وہ جمع کرنے کا دن بڑا منفرد ہوگا۔ اُس دن حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک پیدا ہونے والے آخری انسان تک تمام لوگ اکٹھے کیے جائیں گے اور حیات دنیا میں کیے گئے اعمال کا نتیجہ نکلے گا اور انسان کے انجام کا فیصلہ کیا جائے گا۔ کون جیتا' کون ہارا' امتحان میں کون کامیاب ہوا' کون ناکام ہوا' اس کا فیصلہ وہاں ہوگا۔ حقیقت میں کامیاب تو وہی شخص ہے جو اس دن کامیاب قرار پایا' اور جو اس دن ناکام قرار دے دیا گیا' اس سے زیادہ ناکام و نامراد' بدقسمت اور کوئی نہیں ہوسکتا' خواہ اس نے دنیا

میں کتنی ہی کامیاب زندگی بسر کی ہو۔ کیونکہ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی کامیابی اور ناکامی کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔ یہاں کی کامیابی اور ناکامی محض آزمائش کے لیے ہوتی ہے۔ کسی کو نعمت دے کر آزمایا جاتا ہے' کسی کو نعمت چھین کر آزمایا جاتا ہے۔ کسی کی دنیا میں کامیابیاں دے کر آزمائش کی جاتی ہیں اور کسی کو ناکامی دے کر پرکھا جاتا ہے۔ یہ حقیقی ناکامی اور کامیابی نہیں۔ یہ تو انسان کی کم فہمی اور عاقبت نااندیشی ہے کہ اسے کامیابی یا ناکامی سمجھ لیتا ہے۔

جان لو! دنیا میں تم جو چاہو کرو' خواہ اللہ کی اطاعت کا راستہ اختیار کرو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کو اپنا شعار بناؤ' یا ڈٹ کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرو یا اِن دونوں رویوں کے برعکس منافقانہ روش اختیار کرو۔ زبان سے تو ایمانیات کا اقرار کرو' مگر عملاً اس کی تکذیب کرو، شیطان اور شیطانی قوتوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کرو' ان کے ایجنڈے کو آگے بڑھاؤ' جو چاہو کرو' تمہیں اختیار حاصل ہے' لیکن یہ جان لو کہ آخرت میں تمہیں اکٹھا کیا جائے گا۔ اُس دن تم سب کو کھینچ لایا جائے گا۔

ہار جیت کے فیصلے کے دن جو کامیابی اور ناکامی ہو گی دنیا کی کامیابی اور ناکامی سے اُسے کوئی نسبت نہیں دی جاسکتی۔ دنیا میں ناکامی کا معاملہ یہ ہے کہ وہ عارضی ہوتی ہے اور اس کے بعد بھی انسان کو کامیابی کے لیے مواقع دیے جاتے ہیں۔ مثلاً تعلیم کے میدان میں جب ہم کوئی امتحان دیتے ہیں تو مطلوبہ نمبر حاصل کرنے کی صورت میں ہمیں کامیاب قرار دیا جاتا ہے۔ اگر ہم ناکام بھی ہو جائیں تو بھی ہمیں کامیابی کے حصول کے لیے موقع دیا جاتا ہے۔ اگر ہم ہمت اور کوشش کریں تو کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ اسی طرح کاروبار اور تجارت میں ناکامی کا معاملہ ہے۔ اگر کاروبار میں خسارہ ہو گیا تو کیا ہوا' یہی نا کہ کسی قدر تنگی ہو گئی' اِس سے زیادہ تو کوئی مسئلہ نہیں ہوا۔ اگر کوئی شخص میدان سیاست میں ہے اور الیکشن میں ناکام ہو جاتا ہے تو یہ بھی حقیقی ناکامی نہیں۔ ناکام ہو گیا تو یہی ہو گا نا کہ کچھ اختیارات حاصل نہیں ہو سکیں گے اور ہماری کرپٹ سیاست کے تناظر میں بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے کے مواقع میسر نہیں آئیں گے۔ کوئی اُس کا گلہ تو نہیں کاٹے گا۔ وہ ہلاکت میں تو نہیں پڑ جائے گا۔

اس کے مقابلے میں آخرت کی کامیابی و ناکامی حتمی ہے۔ وہاں اگر ناکام ہو گئے تو دوبارہ مہلت عمل نہیں ملے گی۔ جو شخص ایک مرتبہ کامیاب قرار پایا وہ ہمیشہ کے لیے کامیاب ہو گیا' اور جو ایک مرتبہ ناکام قرار دے دیا گیا وہ ہمیشہ کے لیے ناکام و نامراد ٹھہرے گا۔ آخرت میں انسان کے دو ہی انجام ہوں گے یا تو اُسے سخت ترین عذاب ہو گا یا جنت میں اللہ کی بہترین نعمتیں عطا ہوں گی۔

آگے فرمایا:

﴿وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ (التغابن:9)

''اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے' وہ اُس کی برائیاں دُور کر دے گا۔ اور باغ ہائے بہشت میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا۔ ہمیشہ اُن میں رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔''

جو لوگ ایمان لائے اور ایمان کے مطابق اپنے کردار کی تعمیر کی' اعمال صالحہ بجا لاتے رہے' اُن کے لیے ایک خوشخبری تو یہ ہے کہ اُن کے تمام سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ پھر یہ کہ ایمان لانے کے بعد بھی اُن سے گناہ ہو جائے مگر وہ سچی توبہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ اُن کے گناہ معاف کر دے گا۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اُن باغات میں داخل کرے گا' جن کے دامن میں چشمے اور ندیاں رواں ہوں گی' اور وہ اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

جنت کی نعمتوں کے بارے میں قرآن مجید میں جا بجا تفصیلات دی گئی ہیں اور یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ یہ تو ابتدائی مہمان نوازی ہے ورنہ اِن نعمتوں تک تو انسان کے تخیل کی رسائی بھی نہیں ہے۔ بس اتنا سمجھ لیا جائے کہ جو کچھ بھی انسان وہاں چاہے گا' اُسے ملے گا۔ اور یہ کیفیت ایک آدھ مہینے یا سال تک کے لیے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے ہو گی۔

اہل ایمان کے برعکس اہل کفر کا انجام کیا ہے؟ اِس کے بارے میں فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ﴾ (التغابن:10)

پریس ریلیز 28 ستمبر 2018ء

نئی حکومت کی اصل کامیابی یہ ہو گی کہ ملک معاشی طور پر خود کفیل ہو جائے

سی پیک میں سعودی عرب کی شراکت داری خوش آئند ہے

سینٹ میں توہین رسالت قوانین میں ترمیم کا بل اسلامی جمہوریہ پاکستان کے لیے تباہ کن ثابت ہو گا

حافظ عاکف سعید

نئی حکومت کی اصل کامیابی یہ ہو گی کہ ملک معاشی طور پر خود کفیل ہو جائے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ حقیقی معنوں میں ریاست مدینہ کا نمونہ بنے بغیر پاکستان مکمل طور پر آزاد و خود مختار فلاحی ریاست نہیں بن سکتا، تاہم سی پیک میں سعودی عرب کی شراکت داری اور سعودی عرب کا پاکستان کو بیل آؤٹ پیکج دینا اپنی جگہ خوش آئند ہے۔ انہوں نے سینٹ میں توہین رسالت قوانین میں ترمیم کا بل آنے کی خبروں پر شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگر ان خبروں میں کوئی سچائی ہے تو یہ اقدام مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ کے لیے تباہ کن ثابت ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کو اس معاملے میں دور اندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسے ہر اقدام کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے جس سے توہین رسالت کے کسی مرتکب کو کسی قسم کی کوئی رعایت مل جائے۔ انہوں نے بھارتی آرمی چیف کے اشتعال انگیز بیانات کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ بھارت کو ہوش کے ناخن لینے چاہیں۔ آج کے دور میں ایٹمی قوت کے حامل ممالک کے درمیان جنگ خطے کے لیے تباہ کن ثابت ہو گی۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

"اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ دوزخی ہوں گے' ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اور یہ بہت بُری پلٹنے کی جگہ ہے۔"

کفر اور تکذیب زبان سے بھی ہو سکتی ہے مثلاً انسان اللہ تعالیٰ' رسول اکرم ﷺ یا آخرت کا انکار کر دے اور عمل سے بھی ہو سکتی ہے۔ عمل سے تکذیب یہ ہے کہ انسان ایمانیات کا اقرار تو کرے مگر اس کا عمل اس کے مطابق نہ ہو۔ جیسے منافقین زبان سے اقرار کرتے تھے کہ اللہ ایک ہے اور محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں بلکہ اس پر قسمیں کھاتے تھے' مگر چونکہ اُن کا عمل ایمان کے برعکس تھا' اِس لیے قرآن حکیم اُن کے دعویٰ ایمان کی نفی کرتا ہے۔ یہود بھی تکذیب عملی میں مبتلا تھے۔ وہ زبان سے تورات کی تکذیب نہیں کرتے تھے بلکہ اُسے اللہ کی کتاب مانتے تھے' مگر عملاً اس کی آیات کو جھٹلاتے تھے۔ چنانچہ اُن کے متعلق فرمایا:

﴿بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا﴾ (الاعراف:177)

"بُری مثال ہے اس قوم کی جس نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا"

یہی تکذیب عملی ہے جس میں مسلمان مبتلا ہیں۔ چنانچہ قرآن کی تعلیمات کو ڈھٹائی کے ساتھ پاؤں تلے روندھا جا رہا ہے۔ اگرچہ ہر شخص ایمان کا دعوے دار ہے مگر اُس کا عمل اس دعوے کی تکذیب کر رہا ہے۔ آج جبکہ حق وباطل کی جنگ جاری ہے' اگر کوئی شخص حق کی راہ ترک کر کے شیطانی قوتوں کے ایجنڈے پر عمل کر رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا ایمان اللہ پر نہیں' شیطانی قوتوں پر ہے۔ اگر کتاب اللہ پر عمل نہیں ہو رہا تو گویا کسی نہ کسی انداز میں اُس کی تکذیب ہو رہی ہے اور جو لوگ بھی کفر اور تکذیب کرنے والے ہیں اُن کا انجام بد یہ ہوگا کہ انہیں جہنم کی آگ میں جھونک دیا جائے گا اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یقیناً جہنم بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔

جہنم کی آگ ایسی آگ ہوگی جو نہ صرف کھال ہی کو جلائے گی بلکہ دل تک پہنچ جائے گی۔ اس کی حدت ہماری دنیا کی آگ سے ستر گنا ہوگی۔ ذرا غور کیجئے' اس آگ میں بھی ہم دس سیکنڈ یا ایک منٹ کے لیے اپنی انگلی نہیں رکھ سکتے' جہنم کی آگ کی کیا شدت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس آگ سے بچائے۔ (امین)

اگلی آیت میں ایمان کے ثمرات کا تذکرہ ہے۔ فرمایا:

﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ یَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ﴾ (التغابن:11)

"کوئی مصیبت نازل نہیں ہوتی مگر اللہ کے حکم سے اور جو شخص اللہ پر ایمان لاتا ہے وہ اُس کے دل کو ہدایت دیتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے۔"

اس آیت میں ایمان کا حاصل بیان ہوا ہے۔ یعنی ایمان کے نتیجہ میں انسان کی سوچ میں جو تبدیلی آنی چاہئیں اُس کا تذکرہ ہے۔ درحقیقت ایمان کے نتیجے میں نہ صرف انسان کے عمل اور رویہ میں تبدیلی واقع ہوتی ہے بلکہ اُس کا نقطۂ نظر بھی بدل جاتا ہے۔ بندۂ مؤمن کو یقین ہوتا ہے کہ اُس پر جو بھی مصیبت واقع ہوئی ہے اللہ کے اذن سے ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر شے کا جاننے والا ہے۔ درخت کا پتہ بھی زمین پر نہیں گرتا مگر یہ کہ اُس کے علم میں ہوتا ہے۔ ذرا غور کیجئے' جس ہستی کے علم اور قدرت کا یہ عالم ہے کیا کوئی مصیبت اُس کے اذن کے بغیر آ سکتی ہے۔ ہرگز نہیں' بے شک انسان پر جو بھی حالات وارد ہوتے ہیں اسی کے اذن سے ہوتے ہیں۔ رنج وراحت' دکھ سکھ' خوشحالی اور تنگدستی کی حالتیں آزمائش کے لیے ہوتی ہیں اور اللہ کے اِذن سے ہی ایسا ہوتا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات مسبب الاسباب ہے۔

جب بندۂ مومن کے اندر یہ یقین پختہ ہو جاتا ہے تو پھر اُس کا توکل اور بھروسا صرف اللہ ہی کی ذات پر ہوتا ہے۔ وہ ماسوائے اللہ کے ہر طاقت اور ہر خطرے سے بے خوف ہو جاتا ہے۔ اس کا یقین اس بات پر ہوتا ہے کہ اگر اللہ نہ چاہے تو ساری دنیا کے لوگ مل کر بھی مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

مدعی لاکھ برا چاہے' تو کیا ہوتا ہے
ہوتا ہے وہی جو منظورِ خدا ہوتا ہے

یہی وہ بات ہے جس کی تلقین نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل ؓ کو فرمائی تھی کہ اگر ساری دنیا بھی اس بات کے لیے اکٹھی ہو جائے کہ تمہیں کوئی نفع پہنچائے مگر نفع نہیں پہنچا سکتی سوائے اتنے نفع کے جتنا اللہ کو منظور ہوا اور اگر ساری دنیا تمہیں نقصان پہنچانے کے درپے ہو تو نقصان نہیں پہنچا سکتی مگر اس قدر جتنا اللہ کے ہاں طے ہے۔

حقیقت میں کامیاب تو وہی شخص ہے جو روزِ محشر کامیاب قرار پایا' اور جو اس دن ناکام قرار دے دیا گیا' اس سے زیادہ ناکام ونامراد اور کوئی نہیں ہوسکتا' خواہ اس نے دنیا میں کتنی ہی کامیاب زندگی بسر کی ہو

اللہ پر توکل ہی وہ قوت ہے جس کے سبب بندۂ مومن بڑی سے بڑی طاغوتی قوت سے معرکہ آراء ہو جاتا ہے۔ عہد حاضر میں استعماری قوتوں سے نبرد آزما مسلمان حریت پسند اِس کی نمایاں مثال ہیں۔ یہ توکل علی اللہ کا مظہر ہے کہ آج نہتے مسلمان افغانستان میں فرعون وقت امریکہ کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

اگر اللہ پر توکل نہ ہو تو پھر طاغوت کے آگے گھٹنے ٹیکنے ہی پڑتے ہیں۔ اور پھر اس طرح کے دلائل دینے پڑتے ہیں کہ اگر ہم طالبان کے خلاف امریکہ کا ساتھ نہ دیتے تو ہمارا تورا بورا بن جاتا' حالانکہ وقت نے ثابت کر دیا ہے کہ امریکی طاغوت کی حمایت کے باوجود آج کشمیر کے محاذ پر ہمارا تورا بورا ہو چکا ہے۔ ہماری دینی غیرت کا تورا بورا ہو گیا ہے کہ ہم ایک اپنے ہی ہاتھوں دینی اقدار کو ذبح کر رہے ہیں۔ ہمارے نصاب تعلیم پر تورا بورا ہونے کی بات سچ ثابت ہو رہی ہے۔ امن وامان اور معیشت تباہ حالی کا شکار ہے۔ خارجی میدان میں مشرقی سرحد کے ساتھ ہماری مغربی سرحد بھی غیر محفوظ ہو چکی ہے اور ہم ایک شکنجے میں آ گئے ہیں۔ بلوچستان میں تخریبی کارروائیاں ہو رہی ہیں۔ یہ سب اس لیے ہے کہ بقول اقبال

بتوں سے تجھ کو اُمیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

اقبال نے ہمیں یہ پیغام دیا تھا کہ اگر تمہیں اللہ پر توکل نہیں ہے اور تمہاری امیدیں غیر اللہ سے وابستہ ہیں تو پھر یہی تو کافری ہے۔ خواہ زبان سے ایمان کے بلند بانگ دعوے کیے جائیں۔

قومی سطح پر دیکھا جائے تو صاف دکھائی دیتا ہے کہ غیر اللہ پر توکل محض افراد کا معاملہ نہیں بلکہ اس معاملے میں سیاسی جماعتیں اِس مرض میں مبتلا ہیں۔ وہ اقتدار کے حصول کے لیے بیرونی قوتوں ہی کی طرف دیکھتی ہیں۔

اگر ہم اللہ پر یقین رکھیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم موجودہ ذلت سے چھٹکارہ نہ پا سکیں۔ قلبی سکون اور اطمینان کی دولت ہمیں نصیب نہ ہو سکے۔ اگر ہم غیر اللہ پر بھروسا کرنے کی بجائے اللہ ہی کو اپنا واحد سہارا بنا لیں' اُس کے دامن سے چمٹ جائیں' اُس سے امیدیں وابستہ کر لیں تو خوف وخطر' بزدلی اور کم بختی اور ذلت ورسوائی سے نجات مل سکتی ہے۔

مثلِ کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی
اب بھی درختِ طور سے آتی ہے بانگ لاتخف

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں ایمان کا نور پیدا فرمائے' اور ہمیں اس کے عملی تقاضوں پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

محکماتِ عالمِ قرآنی

9 — 1۔ خلافتِ آدم

علم و ہم شوق از مقاماتِ حیات	ہر دو می گیرد نصیب از واردات!

30

علم (کا حصول) اور شوق (اللہ سے عشق اور شوقِ ملاقات) زندگی کے مراحل ہیں اور یہ زندگی میں باطنی مذہبی تجربات (وارداتِ قلبی) سے ہی حصہ پاتے ہیں یعنی اس کا نتیجہ ہوتے ہیں

علم از تحقیق لذّت می برد	عشق از تخلیق لذّت می برد

31

حصولِ علم کا جذبہ 'تحقیق' (تلاشِ حق کی کھود کرید) سے لذت پاتا ہے اور شوق یعنی عشق نئی مذہبی وارداتوں اور نئے خیالات کے جنم لینے سے لذیذ بنتا ہے

صاحبِ تحقیق را جلوت عزیز	صاحبِ تخلیق را خلوت عزیز

32

جو انسان ابھی تحقیق کے مراحل میں ہے اُسے جلوت (لوگوں سے میل جول اور پبلک لائف) عزیز ہوتی ہے اور جو انسان (مردِ حق) شوق اور عشق کے مراحل سے گزر رہا ہوتا ہے اسے خلوت عزیز ہوتی ہے وہ تنہائی پسند ہوتا ہے

چشمِ موسیٰؑ خواست دیدارِ وجود	ایں ہمہ از لذتِ تحقیق بود

33

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (کوہِ طور پر) باری تعالیٰ سے دیدار کی خواہش کا اظہار کیا یہ سب تحقیق (اللہ سے محبت اور دوستی کے مراحل کا دریافت کرنا تھا) کے مراحل تھے اور اسی لذت کے حصول کا بیان تھا

30۔ اپنے ماحول اور گرد و پیش سے معلومات حاصل کرنا اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے شدید محبت اور شوقِ ملاقات، مقاماتِ حیات ہیں۔ شوق بلند ہو اور ماحول سے متعلق بھرپور معلومات ہوں کہ کونسی چیز مجھے میرے نصب العین اور مقصد حیات میں ممد و معاون ہے تو صرف انہیں چیزوں سے کام لے کر جو مقصد حیات کے لیے مفید ہوں (یہ کم آمیزی ہے اور ماحول کی کوئی شے آپ کے مقصد حیات کے لیے مفید نہیں تو سب سے علیحدہ ہوجانا خلوت گزینی ہے) حصولِ علم اور شوق دونوں زندگی کے سفر میں واردات قلبی (باطنی و مذہبی تجربہ) سے ہی حصہ پا کر آگے بڑھتے ہیں۔

31۔ علم اور حصولِ علم کا جذبہ تحقیق، کھود کرید، بحث و تمحیص، ماحول میں مارے مارے پھرنے سے لذت پاتا ہے اور آگے بڑھنے کا سفر طے کرتا ہے جبکہ عشق تخلیق نئی اور تازہ مذہبی وارداتوں اور تجربات اور نئے خیالات سے تسکین اور لذت حاصل کرتا ہے۔ (عشق حقیقی یعنی معرفت الٰہی کا حصول اور اللہ کی خلاقی اور صناعی پر غور و فکر ساتھ ہو تو کیا کہنے)۔ عشق کی راہ کا مسافر اگر بھٹک جائے اور معرفت الٰہی کے حصول کی بجائے دنیاوی عشق یا کسی مقصد سے عشق یا کسی نظریے سے عشق کرلے تو یہ عشق بھی انسان کو دنیا میں لازوال بنادیتا ہے، امر کردیتا ہے اور شہرت کی بلندیوں تک پہنچا دیتا ہے۔

32۔ 'علم کا مسافر' اور صاحب تحقیق ماحول میں مارا مارا پھرتا ہے نمایاں ہوتا ہے۔ سامنے ہوتا ہے لوگوں سے ملتا ہے اپنے مقصد کی تلاش میں لوگوں سے راستہ پوچھتا پھرتا ہے، جبکہ 'عشق' کا دعوے دار یا 'عاشق' خلوت گزینی پسند کرتا ہے اور خلوت اس کو راس آتی ہے لوگوں سے علیحدگی و کم آمیزی ہے اس کو عشق کی طلب کو خلوت نشینی ہی مہمیز دیتی ہے اور پروان چڑھاتی ہے، GROOM کرتی ہے اور جوان بنادیتی ہے یعنی دوآتشہ سے چہار آتشہ بنادیتی ہے۔

33۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پہاڑ پر پہنچے اللہ تعالیٰ سے بار ہا شرف ہم کلامی حاصل رہا۔ اپنے ربّ سے ہم کلامی سے دیدار تک کے سفر کے لیے تحقیق نے جو صلاح دی وہ رَبِّ اَرِنِیۤ اَنۡظُرۡ اِلَیۡکَ (143:07) کے الفاظ کی صورت میں ڈھل گئی یہ خواہش لذتِ تحقیق ہی تھی کہ وہ ہستی جو اتنی عظیم ہے اور مجھ سے ہم کلام ہے وہ خود کیسی ہے۔ تحقیق سے جو کچھ انسان حاصل کرتا ہے وہ وقتی طور پر (سہی) انسان کے لیے موجب لذت و انبساط اور عرفان و آگہی کا باعث ہی بنتا ہے۔

فلسفہ
علامہ اقبال

افکار جوانوں کے خفی ہوں کہ جلی ہوں
پوشیدہ نہیں مردِ قلندر کی نظر سے
معلوم ہیں مجھ کو ترے احوال کہ میں بھی
مدت ہوئی گذرا تھا اسی راہ گذر سے
الفاظ کے پیچوں میں اُلجھتے نہیں دانا
غواص کو مطلب ہے صدف سے کہ گہر سے؟
پیدا ہے فقط حلقۂ اربابِ جنوں میں
وہ عقل کہ پا جاتی ہے شعلے کو شرر سے

سب سے بڑا گناہ

محمد بن احمد

بے شک سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے؛ فرمانِ الٰہی ہے:

''اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنائے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا''۔(النساء:48)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ ؐ نے فرمایا:

''یہ کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ حالانکہ اسی اللہ نے تمہیں پیدا کیا ہے۔''(متفق علیہ)

شرک کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی غیر کی عبادت کرنے یا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر غیر اللہ کی عبادت کرنے کو شرک کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں، پس بے شک اس کا حساب اس کے رب پر ہے۔ بے شک کافر لوگ نجات سے محروم رہیں گے۔''(المومنون:117)

اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کی بندگی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

''اللہ کی ہی بندگی کرو، اس کے ساتھ کوئی بھی چیز شریک نہ ٹھہراؤ''۔(النساء:36)

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''آپ فرما دیجیے کہ مجھے تو صرف یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ شریک نہ کروں۔''(الرعد:36)

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''سو پھر جس کو اپنے رب سے ملنے کی اُمید ہو؛ اسے چاہیے کہ وہ نیک کام کرے؛ اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے''۔

شرک کرنا بہت بڑا ظلم ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''اور جب لقمان نے وعظ کہتے ہوئے اپنے بیٹے سے فرمایا: میرے پیارے بچے! اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے''۔(لقمان:13)

مشرک بڑا ظالم ہے

اس لیے کہ اسے پیدا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے؛ مگر وہ بندگی غیر اللہ کی کرتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

''کیا ان کو شریک ٹھہراتے ہو جو کوئی چیز پیدا نہ کر سکیں اور وہ خود پیدا کیے گئے ہوں۔ اور وہ انہیں کسی قسم کی مدد نہیں دے سکتے اور خود اپنی بھی مدد نہیں کر سکتے''۔

(الاعراف:191،192)

روزی دینے والا اللہ ہے مگر مشرک شکر غیر اللہ کا بجا لاتا ہے؛ فرمانِ الٰہی ہے:

''اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین سے تو کچھ بھی روزی کے مالک نہیں؛ اور نہ ہی کچھ قدرت رکھتے ہیں''۔(النحل:73)

اللہ کے بندو! جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی غیر کو شریک ٹھہرانا بہت بڑا گناہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس گناہ پر سزائیں بھی بہت ہی سخت رکھی ہیں۔

مشرک کی سزائیں

پہلی سزا: اللہ تعالیٰ مشرک انسان کا کوئی بھی عمل قبول نہیں کرتا؛ نہ نماز، نہ روزہ، نہ زکوۃ اور نہ ہی حج۔ یہاں تک کہ وہ شرک سے توبہ کر لے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اور اگر یہ لوگ شرک کرتے تو یقیناً ان کے کیے ہوئے تمام اعمال ضائع ہو جاتے''۔(الانعام:88)

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''یقیناً آپ کی طرف بھی اور آپ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر آپ نے شرک کیا تو بلاشبہ آپ کا عمل ضائع ہو جائے گا اور یقیناً آپ زیاں کاروں میں سے ہو جائیں گے''۔(الزمر:65)

دوسری سزا: اگر مشرک انسان اپنے شرک سے توبہ نہ کرے؛ اور اسی حالت میں موت آ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت نہیں فرمائیں گے چاہے وہ نمازیں پڑھے؛ روزے رکھے؛ حج کرے؛ زکوۃ ادا کرے؛ اور یہ خیال کرتا رہے کہ وہ مؤمن ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس سے کم جس گناہ کو وہ چاہے بخش دیتا ہے''۔(النساء:48)

انسان سے جتنے بھی گناہ ہو جائیں اور پھر ان پر اس کی موت آ جائے تو ان کی بخشش ممکن ہے سوائے شرک کے؛ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''اور اس سے کم جس گناہ کو وہ چاہے بخش دیتا ہے''۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبریل امین تشریف لائے اور انہوں نے فرمایا:

''آپ اپنی امت کو خوشخبری دیجیے ان میں سے جو کوئی اس حال میں مرے گا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا''۔ میں نے کہا اے جبریل: اگرچہ اس نے چوری بھی کی ہو اور زنا بھی کیا ہو؟۔ انہوں نی فرمایا: ''ہاں''۔(متفق علیہ)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ''اگرچہ اس نے چوری بھی کی ہو اور زنا بھی کیا ہو؟ آپ ؐ نے فرمایا: ''ہاں''۔ میں نے پھر دوبارہ پوچھا: ''اگرچہ اس نے چوری بھی کی ہو اور زنا بھی کیا ہو؟ آپ ؐ نے فرمایا: ''ہاں؛ اگرچہ اس نے شراب بھی پی ہو''۔

تیسری سزا: اللہ تعالیٰ مشرک کو جہنم میں داخل کرے گا اور اس کے ساتھ کفار والا سلوک کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اس کا

ٹھکانا جہنم ہی ہے اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا‘‘۔(المائدہ:48)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’جو کوئی اس حال میں مرا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہو تو وہ جہنم کی آگ میں داخل ہو گا‘‘(رواہ البخاری)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے:

’’جو کوئی اس حال میں مرے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو کوئی اس حال میں مرا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہو، وہ جہنم میں داخل ہوگا‘‘(رواہ المسلم)

چوتھی سزا: مشرک انسان کو قیامت میں کسی سفارش کرنے والی کی سفارش کوئی کام نہیں آئے گی۔ فرمانِ الٰہی ہے:

’’پس انہیں سفارش کرنے والوں کی سفارش نفع نہ دے گی‘‘۔(المدثر:48)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’جب اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے سے فارغ ہوگا اور جن لوگوں کو اپنی رحمت سے دوزخ سے نکالنا چاہے گا تو فرشتوں کو حکم دے گا کہ دوزخ سے ان لوگوں کو نکال دو جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے تھے جن پر اللہ تعالیٰ رحم کا ارادہ فرمائے گا یہ وہ ہوں گے جنہوں نے گواہی دی ہوگی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ فرشتے ان کو دوزخ میں سجدہ کے نشانوں سے پہچانیں گے، سجدے کی جگہ کو چھوڑ کر آدمی کے باقی حصہ کو آگ کھا جائے گی، اللہ نے آگ پر سجدے کے نشان کو جلانا حرام کر دیا ہے پس وہ لوگ دوزخ سے جلے ہوئے نکلیں گے‘‘۔(رواہ بخاری)

ایسے مشرک انسان کے لیے رسول اللہ ﷺ بھی شفاعت نہیں فرمائیں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’ہر نبی کے لیے ایک دعا ہوتی ہے جو ضرور قبول کی جاتی ہے؛ تو ہر نبی نے جلدی کی؛ اور اپنی اس دعا کو مانگ لیا۔ اور میں نے اپنی اس دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے سنبھال کر رکھا ہے۔ اور اگر اللہ نے چاہا تو میری شفاعت کے ہر اس آدمی کے لیے ہوگی جو اس حال میں مرگیا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا ہو‘‘۔[رواہ المسلم]

بیشتر اوقات مشرکین کے اعمال سے جہالت کی وجہ سے کوئی انسان شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ دیکھیں قوم موسیٰ علیہ السلام کے لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے غرق ہونے سے اور فرعون کے ظلم وستم سے نجات عطا فرمائی تھی؛ مگر وہ اپنی جہالت کی وجہ سے پھر شرک کرنے لگ گئے۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اتار دیا۔ پس ان لوگوں کا ایک قوم پر گزر ہوا جو اپنے چند بتوں سے لگے بیٹھے تھے، کہنے لگے اے موسیٰ! ہمارے لیے بھی ایک معبود ایسا ہی مقرر کر دیجیے؛ جیسے ان کے معبود ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ واقعی تم لوگوں میں بڑی جہالت ہے‘‘۔(الاعراف:138)

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کی کئی شکلیں وصورتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’اور وہ واضح کر چکا ہے جو کچھ کہ اس نے تم پر حرام کیا ہے‘‘۔(الانعام:119)

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’آپ فرما دیجیے؛ آؤ تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرما دیا ہے وہ یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ‘‘۔ (الانعام:151)

شرک کی بعض صورتیں

پہلی صورت: اللہ تعالیٰ کے ساتھ فرشتوں یا انبیاء کرام علیہم السلام کی عبادت بھی کی جائے؛ یا پھر اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان ہی کی پوجا اور بندگی کی جائے۔ پس جو کوئی ان ملائکہ یا انبیاء کرام کی عبادت کرتا ہے تو یقیناً اس نے کفر کیا، اور اپنے مالک کے ساتھ شریک ٹھہرایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’اور یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو رب بنانے کا حکم دے؛ کیا وہ تمہارے مسلمان ہونے کے بعد بھی تمہیں کفر کا حکم دے گا‘‘۔(الانعام:119)

دوسری صورت: اللہ تعالیٰ کے ساتھ اولیاء اور صالحین کی عبادت کرنا، یا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرنا۔ جو کوئی اولیاء وصالحین کی عبادت کرتا ہے وہ یقیناً اپنے رب کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنا لیا اور مریم کے بیٹے مسیح کو بھی؛ حالانکہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے‘‘۔(التوبہ:31)

اور فرمان الٰہی ہے:

’’اور کہا انہوں نے کہ ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور نہ ودّ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو چھوڑنا‘‘۔(نوح:23)

پس یہ وہ ود نامی شخص ایک نیک انسان تھا؛ ایسے ہی سواع، یغوث، یعوق اور نسر سبھی نیک لوگ (اولیاء اللہ) تھے۔

تیسری صورت: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شجر وحجر کی عبادت کرنا، یا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرنا؛ جو شجر وحجر کی عبادت کرتا ہے وہ یقیناً اپنے رب کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’کیا تم نے لات اور عزیٰ کو دیکھا۔ اور منات تیسرے پچھلے کو‘‘۔(النجم 19-20)

چوتھی صورت: شیطان کی عبادت کی جائے؛ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’اے اولادِ آدم! کیا میں نے تم سے قول قرار نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور میری عبادت کرنا سیدھی راہ یہی ہے‘‘۔ (یٰس:20-21)

پس جو کوئی بھی اللہ کو چھوڑ کر کسی غیر اللہ کی بندگی کرتا ہے وہ حقیقت میں شیطان کی بندگی کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

’’یہ تو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف عورتوں کو پکارتے ہیں اور دراصل یہ صرف سرکش شیطان کو پوجتے ہیں‘‘۔ (النساء:117)

حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کر لیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو

وادی نخلہ کی طرف روانہ فرمایا جہاں پر عزیٰ بت نصب تھا۔ وہاں پر تین درخت تھے۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے وہ درخت کاٹ دیے اور مندر ڈھادیا۔ اور واپس آ کر رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر دی۔ آپؐ نے فرمایا: ''تم نے کچھ بھی نہیں کیا، واپس جاؤ اور دوبارہ بت کو توڑو جب آپ واپس گئے اور مندر کے پجاریوں نے آپ کو دیکھا تو بھاگ کر پہاڑوں میں چلے گئے اور یا عزیٰ یا عزیٰ پکارنے لگے جب خالد بن ولید ؓ آگے بڑھے تو آپ نے ایک ننگی اور بکھرے ہوئے بالوں والی عورت کو دیکھا جو کہ اپنے سر میں خاک ڈال رہی تھی۔ آپؓ نے تلوار کا وار کر کے اُسے قتل کر دیا، اور پھر واپس آ کر رسول اللہ ﷺ کو اس کے بارے میں خبر دی۔ آپ نے فرمایا: ''یہی عزیٰ بتنی تھی''۔ (رواہ النسائی)

جو کوئی شخص شیطان کی عبادت کرتا ہے تو شیطان اس کے دل میں شرکیات بدعات اور کفریات ڈالتا ہے تاکہ وہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرا سکے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کے دل میں باتیں ڈالتے ہیں تاکہ یہ تم سے جدال (جھگڑا) کریں اور اگر تم ان لوگوں کی اطاعت کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے''۔ (النجم 19،20)

شیطان انسانی روپ میں انسانوں کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے، (اور انہیں گمراہی کی راہیں سدھاتا ہے) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اور ان میں سے جس کو تو اپنی آواز کے ساتھ بہکا سکے بہکا لے''۔ (الاسراء:64)

حضرت ابوہریرہ ؓ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ شیطان تین دن تک انسان کے روپ میں آ کر ان سے ہم کلام ہوتا رہا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابوہریرہ! کیا تم جانتے ہو وہ کون تھا جو تین راتوں سے تم سے مخاطب ہو رہا ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''وہ شیطان تھا''۔

یہ ایک لمبی روایت کا حصہ ہے جسے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔ ایسے ہی شیطان کبھی انسانی شکل وصورت اختیار کر کے اور آواز بدلا کر انسان کو گمراہ کرتا ہے، اور انسان سمجھتا ہے کہ وہی صاحب قبر ہے۔

❁❁❁

امیر تنظیم اسلامی کی مصروفیات

(6 ستمبر سے 12 ستمبر 2018ء تک)

امیر محترم نے گزشتہ جمعرات (6 ستمبر کو) حسبِ معمول دارالاسلام مرکز میں مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ 7 ستمبر بروز جمعہ بعد نماز مغرب بنت کعبہ سمن آباد میں رفیق تنظیم اطہر جمیل کامران کی بیٹی کا نکاح پڑھایا۔ اسی روز رات کو اسلام آباد کے لیے روانگی ہوئی۔ 8 ستمبر بروز ہفتہ 11:00 تا 01:00 بجے تک پیہونٹ اسلام آباد میں بنیادی نقباء کورس میں لیکچرز دیئے۔ 9 ستمبر، بروز اتوار 04:00 بجے سہ پہر لاہور واپسی ہوئی۔ 10 ستمبر بروز پیر دن دارالاسلام مرکز میں گزارا۔ 11 ستمبر بروز منگل صبح 10:00 تا 12:40 تک دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی میں فیصل آباد سے آئے ہوئے ایک وفد (مشتمل بر غلام اصغر صدیقی صاحب، رشید عمر صاحب، فاروق نذیر صاحب اور ڈاکٹر حیات صاحب) سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں خلجی صاحب، ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب اور رحمت اللہ بٹر صاحب بھی موجود تھے۔ اسی روز بعد نماز عشاء حلقہ لاہور غربی کی مقامی تنظیم لاہور وسطی کے رفقاء سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں نائب ناظم اعلیٰ ڈاکٹر امتیاز احمد صاحب بھی موجود تھے۔ 12 ستمبر بروز بدھ قریباً 10:25 تا 02:15 دن دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی میں گزارا۔ سہ پہر خرم مراد مرحوم کے بیٹے حسن صہیب مراد کے جنازے میں شرکت کی۔

غلبہ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں | تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

شمارہ اکتوبر 2018ء صفر المظفر ۱۴۴۰ھ

مشمولات

☆ جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے! — ادارہ
☆ نورِ ایمان کے اجزائے ترکیبی: نورِ فطرت اور نورِ وحی — شجاع الدین شیخ
☆ موجودہ اسرائیلی ریاست کا مستقبل؟ — محمد نذیر یاسین
☆ عید قربان: فریضۂ خداوندی اور بین الاقوامی معاشی سرگرمیاں — محمد ندیم اعوان
☆ حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ ؓ — پروفیسر جہاں آرا لطفی
☆ ہجرت بے ثمر — مسز بینا حسین خالدی
☆ مسلمانوں کا تابناک ماضی اور نئی نسل کی تاریخ فراموشی — محمد عبداللہ بن شمیم ندوی
☆ اصلی اور فرعی مسائل میں مخالفین کے ساتھ برتاؤ کے فقہی ضابطے (۲) — ڈاکٹر احمد بن سعد الغامدی
☆ اسلام، ڈچ گیرٹ وائلڈرز اور یورپ — محمد عمران خان

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ''بیان القرآن'' باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 30 روپے ☆ سالانہ زرِ تعاون (اندرون ملک) 300 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔ کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور

مکر و دغا سے پاک سیاست......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

عمران خان حکومت اڑان بھرنے سے پہلے ہی ہمہ نوع تنقید کی زد میں رہتی ہے۔ ان کے چاہنے والے بھی ناقد و ناصح بنے بیٹھے ہیں۔ سیکولر طبقہ عمران کے چاہنے والوں میں غالب تر ہے۔ سو قادیانی مشیر لگانے پر خوشی سے بغلیں بجانے والے ان ہم نواؤں کو، عاطف میاں کے ہٹائے جانے پر بغلیں جھانکنی پڑ گئیں۔ ساری امیدوں پر اوس پڑ گئی۔ قادیانیوں کا بھی امیدوں کا چراغ گل ہو گیا۔ سو خوب انگریزی واویلا رہا۔ دوسری جانب عوام الناس دھرنا دور میں بھاری وعدوں کی بنا پر دودھ شہد کی نہروں کی توقع لگا بیٹھے تھے۔ مہنگائی، بے روزگاری کے ستائے عوام اچھے دنوں کے سنہرے خواب دیکھ رہے تھے۔ اب جو منی بجٹ کا تودہ آن گرا، تو بجلی گیس کی مہنگائی کے نتیجے میں گرانی کے عفریت نے تمام بنیادی ضروریات مہنگی کر دیں۔ اشرافیہ یہ دکھ کیا جانے۔ تمام ارباب حکومت فرانسیسی شہزادی کے قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ارب، کھرب پتی! ''روٹی نہیں ملتی تو کیک کھالو۔ نمائشی اقدامات سے پیٹ نہیں بھرا کرتا''۔ گورنر ہاؤس عوام کے لیے کھول دینے سے کچھ دن تو دل بہل جائے گا...... لیکن حقیقی مسائل تو منہ پھاڑے وہیں کے وہیں کھڑے ہیں۔ چند گاڑیوں کے بک جانے اور سرکاری بھینسوں کے فروخت کیے جانے کی خبریں تو بھوکے معاشی، اقتصادی اونٹ کے منہ میں زیرے کے مترادف ہے۔

لیلائے اقتدار، 22 سال کے انتظار بعد سامنے آئی تو منہ دکھائی دینے کی بھی تیاری پاس نہ تھی! اگرچہ جس برطانیہ کے سائے میں پل کر جوان ہوئے وہاں تو اپوزیشن میں رہتے ہوئے مکمل ظلی کابینہ (Shadow Cabinet) تیار رہتی ہے۔ تاہم یہاں کیونکہ ایمپائر کی انگلی ہی کے مرہون منت رہے، سو یقین اور فرصت کی شاید کمی تھی۔ اب کابینہ کی صورت حال یہ ہے کہ پہلے تو سیاسی مجبوری والی کرسیاں رکھی گئیں۔ ہر آ کر بیٹھنے والے کو قوم اور انصافیوں نے حیرت سے دیکھا۔ دانتوں تلے انگلی دابی، ہنس دیئے، چپ رہے! منظور تھا پردہ ترا...... اس کے بعد دوستیوں اور عالمی ایجنڈوں کی باری تھی۔ عالمی ایجنڈا، عاطف میاں پر قادیانیت کے ہاتھوں دم توڑ گیا۔ اب دوست لائے جا رہے ہیں۔ زلفی بخاری، وزیر اعظم کے خصوصی مشیر برائے بیرون ملک پاکستانی، وزیر مملکت کی حیثیت سے آئے ہیں۔ اس پر کھلاڑیوں کے علاوہ کھلے ڈلے خوش باش طبقے نے خوب خوشیاں منائیں۔ گلوکارہ، اداکارہ صنم سعید کی طرف سے ''مثبت تبدیلی'' اور ''نئے پاکستان'' پر چہکتی ہوئی ٹویٹ آئی۔ آتی بھی کیوں نہ! صنم سعید اور زلفی بخاری کی بہت قریبی گہری دوستی والی تصویر ''دی نیوز'' نے ہمراہ چھاپی۔ اس تقرری پر وضاحت کرنے والوں نے کہا کہ اصلاً صاحب کردار، باصلاحیت، ہنرمند افراد درکار تھے! اب صاحب کردار پر ناک بھوں چڑھانے کی ضرورت نہیں۔ شہد اور زیتون کا تیل پینے والے، اداکاراؤں کے قرب والے باصلاحیت تو ہوتے ہی ہیں۔

پہلے سیکولر حضرات ماتم کرتے رہے۔ اب تکلیف ہو رہی ہے ''ریاست مدینہ'' کے دعوؤں، وعدوں پر تکیہ کر بیٹھنے والوں کو! آپ باحجاب خاتون اول اور برہنہ پا مدینہ منورہ جانے پر ہی مطمئن ہو رہے۔ اب یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے کہ ریاست مدینہ میں صحابہؓ کی روایت ننگے پیر کی بجائے حرمت دین کے لیے کفر کے مقابل صف آراء ہو کر سر کٹوانے کی ہے۔ اسلام کا برانڈ نام جو وہاں چلا تھا وہ ایک ہی ہے : شریعت اور حکومت الٰہیہ! تاہم اب دنیا کے پلوں تلے مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہہ چکیں...... مسجد اقصیٰ یہودیوں کے ہاتھوں پامال ہو رہی ہے۔ فلسطینی تنہا کیے جا چکے ہیں صرف لاشیں اٹھانے کو۔ اب دور ہے سعودی عرب کے دورے میں محمد بن سلمان (وژن 2030ء کی شہرت والے!) کا۔

وہاں سے امارات بھی گئے۔ پرتپاک استقبال، بہترین وعدے ہمراہ ہیں۔ تاہم یہ دونوں شہزادے ٹرمپ کے یہودی داماد کشنر کے بہترین دوست، شراکت کار اور اسرائیل امریکہ سے دوستی میں سہولت کار بھی ہیں۔ ادھر عمران خان کے تینوں بچے (عمران کی برہنہ پائی کے باوجود) یہودی خاندان کی گود میں پل رہے ہیں۔ سو بہت سہانے خواب دیکھنے کی گنجائش نہیں۔ فتنہ دجال کے سر پر سینگ تو نہ ہوں گے...... تمام اسباب و آثار سامنے ہیں۔ ہمارے ہاں تمام تقرریاں انہی آقاؤں کی مرہون منت ہیں جن کے ٹکڑوں پر ہم پلتے ہیں۔ اللہ کا دیا کھانے کی فکر ہوتی تو سودی نظام کے تحفظ کے لیے ہر حکمران یوں کمر بستہ نہ ہوتا۔ سو امریکہ کا دیا کھاتے رہیے...... برطانیہ دبئی ہمارے حکمرانوں کے میکہ، سسرال اور ہسپتال کا درجہ رکھتے ہیں۔ بلا استثناء سبھی کے لیے! اب ملالہ وہاں نرسری میں تیار ہو رہی ہے......! (خاکم بدہن!)

امریکہ افغانستان پر منہ پھلائے بیٹھا رہا تو پروا نہیں۔ چین اور روس موجود ہیں۔ روس مسلمانوں کی خیر خواہی میں امریکہ سے کچھ کم تو نہیں 1979ء! تا 1989ء کا افغانستان اور اب بشار الاسد کا اتحادی، شام کی اینٹ سے اینٹ بجانے والا روس! چین کے حوالے سے جو عالمی حقوق انسانی کے اداروں کی رپورٹیں مسلم آبادی بارے چھپ رہی ہیں، ان سے ہمیں سروکار رہا بھی کب ہے! اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے میں تمام عالمی طاقتیں ایک پیج پر ہیں، کسی نہ کسی عنوان سے۔ رپورٹیں شائع کرتے ہیں تو صرف بغض معاویہ میں ایک دوسرے کے بخیئے ادھیڑنے کو! ورنہ باری باری سبھی کے ہاتھ ہمارے خون میں رنگے جا چکے ہیں۔ مسلمانوں اور حکمرانوں کا خون سفید ہو چکا ہے۔ اس قتل عام میں بالواسطہ یا بلا واسطہ سبھی شریک ہیں۔ الا ماشاء اللہ! انتہا پسندی، دہشت گردی کی اصطلاحوں نے آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی ہے۔

اس دوران پوری دنیا آفات سماوی کی لپیٹ میں مسلسل رہی ہے گلوب کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک۔ غیر معمولی طوفانوں کا تسلسل! امریکہ کے

بعد اب برطانیہ بھی اس کی زد میں ہے۔ طوفانوں کے نام بڑے اہتمام سے، ان کی پیدائش اور آمد سے پہلے ہی رکھ لیے جارہے ہیں۔ وجہ تسمیہ یہ بتائی جاتی ہے کہ طوفانوں کو انسانی نام دینے سے شاید وہ کچھ انسانیت اختیار کرلیں۔ ان کی آمد سے انسانیت پر جو گزرتی ہے شاید اس کا لحاظ کرلیں! کیا شاندار منطق ہے! اس کے باوجود گزشتہ سال بھر سے مسلسل آتے طوفانوں کی تباہی جنگی پیمانے کی ہے۔ جنگل کی بے مہار آگیں جو جابجا لگیں پھیلیں وہ اس پر مستزاد ہیں۔ اس وقت بھی امریکہ فلورنس نامی ہولناک طوفان کی زد میں ہے جس سے 15 لاکھ آبادی انخلا پر مجبور ہوئی ہے۔ کئی دہائیوں میں ایسا طوفان یہاں نہیں آیا۔ میری لینڈ، ورجینیا، کیرولینا اور واشنگٹن اس کی زد میں ہیں۔ بلند طوفانی لہریں، شدید بارشیں اور سیلابی صورت حال اور ایمرجنسی نافذ ہے۔ ٹیکساس میں نہایت غیر معمولی جسامت کے مچھر اور کیڑے مکوڑے حملہ آور ہیں۔ گھبرا کر لوگ نقل مکانی بھی کر گئے ہیں۔ مسلم کش نمارده اور فراعنہ مچھروں اور لہروں کی زد میں ہیں۔ طوفانوں سے انسانیت کی توقع رکھنے والے خود کتنے وحشی ہیں! یہ مکافات عمل ہے ان کے عوام کے لیے جو اپنے ٹیکسوں سے دنیا بھر میں بربادی پھیلانے والی جنگوں میں حصہ دار بنے بیٹھے ہیں۔ خود وہی سب کچھ سہنا پڑ رہا ہے جو انہوں نے ہم پر مسلط کیا۔ اموال و جائیداد کی تباہی، دربدری، خوف، آسمانی آفات کی گھن گرج اور چکنا چور کردینے والے بگولے، لاکھوں بجلی سے محروم، پروازیں منسوخ!

وزیراعظم کی کراچی آمد پر لاپتا افراد کے لواحقین، ان سے ملاقات اور دادرسی کی امید لیے مزار قائد پہنچے۔ اب تک وزیراعظم نے اس کا نوٹس نہیں لیا۔ پچھلے دنوں سندھ ہائی کورٹ میں جسٹس نعمت اللہ نے پولیس سے سوال کیا لاپتگان کے مقدمے میں......

''صرف اتنا بتادیں کہ لاپتا افراد زندہ ہیں یا نہیں؟'' یہی ایک سوال پورے پاکستان کے لاپتگان کے لواحقین پوچھتے ہیں۔ ظلم کی انتہا تو یہ ہے کہ اس بے رحم عالمی جنگ نے مفروضوں کی بنیاد پر اہل دین نوجوانوں کو جبری لاپتگی کا نشانہ بنایا ہے۔ عدالتوں میں نہ پیش کیا۔ یک طرفہ اندھے انصاف نے فرد جرم عائد کی۔ کہیں پولیس مقابلوں میں مارا۔ گھر والوں کو خبر اور جسد خاکی تک سے محروم رکھا۔ ریاست مدینہ کا نام لینے والو! نبی ﷺ کے روضہ مبارک پر ننگے پاؤں چل کر گئے تھے؟ وہ ذات پاک کافر کے ساتھ بھی انصاف اور رحم میں کس معیار پر تھی؟ غزوۂ بدر کے قیدی سہیل بن عمرو جو اسلام دشمنی میں شدید تھا، کے لیے حضرت عمرؓ نے اس کے سامنے کے دانت توڑنے کی اجازت مانگی، تاکہ آپ ﷺ کے خلاف بول نہ سکے۔ اس پر مغلوب قیدی دشمن کے لیے فرمایا: ''میں اس کا مثلہ نہیں کروں گا کہ کہیں اللہ میرا مثلہ نہ کردے، اگرچہ میں نبی ہوں۔''

بلاثبوت مسلمانوں، پابند شریعت، حفاظ کے ساتھ سالہا سال سے روا مظالم کی شنوائی کیا اس حکومت میں ہوگی؟ انسان دوستی کے الاپے جانے والے راگ، حقیقت کا روپ کب دھاریں گے؟ تحریک انصاف صاف چلی، شفاف چلی ادھر کب دیکھے گی؟ ماضی کے تجربات تو یہی کہتے ہیں کہ:

ہر دم فریب قوم کو دیتے ہیں رہنما
مکر و دغا سے پاک سیاست نہ ہو سکی

❀❀❀

قابل غور

اذان کے احترام میں لوگوں کی غفلت

مفتی رشید احمد گنگوہیؒ

اذان اتنا بڑا اعلان ہے، اتنی عظمت کی چیز ہے کہ شیاطین اور کفار اس کی آواز برداشت نہیں کرسکتے، مگر افسوس کہ آج مسلمان کے دل میں اذان کی عظمت باقی نہیں رہی۔ حکم تو یہ ہے کہ جیسے ہی اذان شروع ہو سب دھندے چھوڑ کر، تمام کاموں سے خود کو فارغ کرکے ہمہ تن متوجہ ہوجائیں مگر یہاں تو حالت یہ ہے کہ اذان کی آواز سن کر کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔

بچپن اور اذان

اپنے بچپن میں ہم نے دیکھا کہ کوئی بڑھیا چکی چلا رہی ہے، جیسے ہی اذان کی آواز آئی فوراً چکی روک لی، جب تک اذان ہوتی رہی اس نے کام چھوڑے رکھا۔ اور کاشت کاروں کو دیکھا کہ بوجھ کا گٹھا اُٹھائے جارہے ہیں، راستہ میں اذان شروع ہوگئی تو وہیں ٹھہر گئے، سر پر بوجھ اُٹھایا ہے، آگے بھی نہ جانے کتنی دور جانا ہے؟ مگر کیا مجال کہ حرکت کریں، اسی جگہ بوجھ اُٹھائے کھڑے ہیں، جب تک اذان ختم نہیں ہوجاتی، کھڑے ہی رہیں گے، آگے قدم نہیں بڑھائیں گے۔ اذان کی ایسی عظمت اور ہیبت دل میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اسی طرح بچپن میں خواتین کو دیکھا کہ اگر کسی خاتون کے سر سے دوپٹہ اُتر گیا تو اذان کی آواز سنتے ہی فوراً سر ڈھانپ لیتی، اذان کے دوران اگر کوئی بچہ بولا یا کسی نے بات شروع کی تو ہر طرف سے آوازیں شروع ہوجاتیں ''خاموش! خاموش! اذان ہورہی ہے''۔ کوئی ایک آدھ غلطی کرنے والا اور سب ٹوکنے والے۔

موجودہ حالت

مگر آج کل کیا حالت ہے کہ عوام تو عوام بعض مولویوں کی بھی یہ حالت ہے کہ جب اذان ہورہی ہوتی ہے تو یہ بھی آپس میں باتوں میں مشغول ہوتے ہیں۔ جہاں حکم یہ ہے کہ تلاوت بھی بند کردو، اذان کی طرف متوجہ ہوجاؤ، اس وقت اگر یہ کسی دینی کام میں مشغول ہوتے ہیں تو بھی حکم یہ تھا کہ اسے چھوڑ کر اذان سنتے مگر دینی کام تو الگ رہا یہ دنیوی باتوں میں مشغول ہوتے ہیں۔ کچھ معلوم نہیں کہ اذان کب شروع ہوئی، کب ختم ہوئی، جو اذان سن ہی نہیں رہا وہ جواب کیا دے گا۔

دل میں اذان کی عظمت پیدا کیجیے

اذان کی اس قدر اہمیت اور عظمت کے باوجود مسلمان کے دل سے اس کی عظمت نکل گئی، جب عظمت نکل گئی، توجہ نہ رہی تو پھر اذان کو یہ سمجھنا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے منادی کی آواز ہے، ان کی طرف بلاوا ہے، کس کا ذہن اس طرف جائے گا؟ کس کو اس کا خیال آئے گا؟ یہ تو اسی وقت ہوسکتا ہے کہ اسے سنے بھی، اس کی طرف دھیان بھی دے، وہ تو اپنی باتوں میں مست ہے۔ پھر اذان کے بعد دعا مانگنے کی توفیق بھی نہیں ہوتی، تو اذان کا دل پر کیا اثر ہوگا؟ جو چیز دل کو متوجہ کرنے والی تھی، نماز کی طرف اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کی طرف متوجہ ہونے کی دعوت دینے والی تھی اسے دل سے نکال دیا، جب بنیاد ہی گرا دی تو آگے کیا توفیق ہو؟

تحریک ریشمی رومال کے بارے میں مائیکل اوڈوائر کے خیالات

پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد طاہر

نوٹ: تحریک ریشمی رومال کے حوالے سے مائیکل اوڈوائر کے تاثرات میں سازش، باغی، جنونی اور غداری وغیرہ کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ الفاظ مائیکل اوڈوائر کے ہیں جبکہ ہمارے نزدیک تحریک ریشمی رومال انگریزی غلبہ کے خلاف ایک جائز تحریک تھی جس کو کسی صورت بھی سازش یا غداری نہیں کہا جاسکتا۔ (ادارہ)

مولانا عبیداللہ سندھی متحدہ ہندوستان میں انگریز سامراج کا تسلط کسی طور پر پسند نہیں کرتے تھے۔ وہ اپنی آخری سانس تک اسی بات کے لیے کوشاں رہے کہ برصغیر کو انگریز استعمار سے نجات دلائی جائے، اس مقصد کے حصول کے لیے انہوں نے کابل، روس اور پھر مکہ مکرمہ کے سفر بھی کیے، پھر دارالعلوم دیوبند سے ایک زبردست تحریک کا آغاز کیا جو تاریخ میں تحریک ریشمی رومال کے نام سے موسوم ہے۔ یہ تحریک کیا تھی، اس کی منصوبہ بندی کس طرح کی گئی، اس کے نتائج کیا ہوئے؟ یہ بڑی دلچسپ اور اہم داستان ہے۔ تحریک ریشمی رومال کی منصوبہ بندی کرنے والوں میں مولانا محمود حسن مرحوم کا نام سرفہرست ہے۔ وہ اپنی تدریسی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ انگریزوں کو ہندوستان سے نکال باہر کرنے کے لیے ہمہ تن متحرک تھے اور اس کے لیے مستقل منصوبہ بندی کرتے رہتے تھے۔

برصغیر میں برطانوی تسلط کے دوران سر مائیکل فرانسس کا نام بڑا معروف ہے۔ یہ صاحب 1912ء سے لے کر 1919ء تک بطور گورنر پنجاب تعینات رہے۔ ان کے دور میں امرتسر میں ایک بہت روح فرسا واقعہ رونما ہوا جو جلیانوالہ باغ کا واقعہ کے نام سے مشہور ہے۔ جلیانوالہ باغ میں ایک جلسہ ہو رہا تھا۔ لوگ آرام سے بیٹھے تقاریر سن رہے تھے۔ جنرل ڈائر کے حکم پر مجمعے پر پولیس نے گولی چلا دی۔ باغ کے چاروں طرف لوگوں کے گھر تھے۔ وہاں سے نکلنے کا صرف ایک ہی تنگ سا راستہ تھا، جس کو بند کر دیا گیا۔ گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی اور چند سیکنڈ میں سینکڑوں لوگ خون میں نہا گئے، اسی طرح گوجرانوالہ شہر میں عام لوگوں کے جلوس پر فضائی بمباری بھی کی گئی۔

تحریک ریشمی رومال بھی اسی دور کا واقعہ ہے۔ اگرچہ اس تحریک کو خفیہ رکھنے کے لیے ہر تدبیر اختیار کی گئی تھی، لیکن گورنر مائیکل کسی طرح اس تحریک کو پکڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے سرکاری طاقت کے ساتھ اس کو کچل دیا۔ اس تحریک کے بارے میں سر مائیکل نے اپنی یادداشتیں ''India As I Knew It'' کے عنوان سے لکھی ہیں، جن کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ مائیکل کی ان یادداشتوں کے مطالعہ سے تحریک ریشمی رومال کے بہت سے پرت کھلتے ہیں اور انگریز سامراج کے بعض خفیہ مظالم کا بھی پتا چلتا ہے۔ ان یادداشتوں پر مشتمل مولانا زاہد الراشدی صاحب کا ایک مفصل کالم بھی شائع ہو چکا ہے۔ انہوں نے تحریک ریشمی رومال کا تفصیل کے ساتھ تذکرہ کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ سر مائیکل اوڈوائر لکھتے ہیں: ''ریشمی رومال منصوبے کی اطلاع ہمیں اگست 1916ء میں ملی اور ہم اس قابل ہو گئے کہ آغاز ہی میں اسے کچل ڈالیں۔ اس منصوبے کی بنیاد 16-1915ء میں کابل میں رکھی گئی۔ طے پایا کہ ایک طرف ترک اور عرب شریف مکہ کی سربراہی میں متحد ہو جائیں اور دوسری طرف افغان، سرحدی قبائل اور ہندوستانی مسلمان ایکا کر لیں، اس طرح اسلام کی تمام طاقتیں برطانوی حکومت کے خلاف ایک نکتے پر آجائیں۔ اس لائحہ عمل کو عملی شکل دینا آسان تھا۔ وہ اس طرح کہ سرحدی قبائل ہندوستانی جنونیوں کے اکسانے پر حملہ کر دیتے، ادھر انہیں ہندوستان میں باغی مسلمانوں کی عمومی حمایت مل جاتی۔ یہ بھی امید کی جا رہی تھی کہ انقلاب پسند ہندو اور امریکہ پلٹ سکھ بھی باہم مل کر فوراً ان کے ساتھ ہو جائیں گے۔

سازش بڑی مہارت سے تیار کی گئی۔ پھر اس سازش کو ہندوستان، وسطی ایشیا، حجاز اور میسوپوٹیمیا میں دھکیلا گیا۔ اس پر عمل درآمد کے لیے روایتی مشرقی طریقہ ہائے کار استعمال کیے گئے۔ مختلف ممالک میں ایلچی اور سفیر روانہ کیے گئے، ان کے پاس سے کوڈ ورڈز میں لکھے گئے خطوط اور پیغامات برآمد ہوئے۔ اس مرحلے پر سارے پُراسرار معاملے کی کلید یعنی سلک لیٹرز (ریشمی خطوط) حیران کن طریقے سے میرے ہاتھ لگ گئے۔

جو نوجوان بھاگ کر کابل گئے، ان میں سے وہ ایک عمدہ مسلمان فوجی (مراد انگریز کے وفادار) کے بیٹے تھے۔ وہ خان میرا پرانا دوست تھا۔ اس کے اصرار پر میں نے امیر (کابل) کو پیغام بھجوائے کہ ان نوجوانوں کو واپس آنے کی اجازت دے دی جائے۔ ان سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی اور انہیں معاف کر دیا جائے گا۔ یہ طریقہ ناکام رہا۔ ان دونوں کا ایک خاندانی ملازم بھی ان کے ہمراہ کابل میں تھا۔ انہوں نے اسے اپنے باپ کے لیے ایک پیغام دے کر ہندوستان بھجوایا۔ اس ملازم کی آمد و رفت دیکھ کر بوڑھے باپ کو کچھ شک گزرا۔ جب اس کے ساتھ سختی کی گئی تو ملازم مان گیا کہ کابل سے وہ کچھ اور بھی لایا تھا۔ یہ وہی مشہور و معروف سلک لیٹرز تھے۔ وہ فارسی میں زرد ریشمی کپڑے پر لمبائی کے رخ لکھے گئے تھے۔ لکھنے والے کا خط اچھا تھا اور اس کپڑے کو کوٹ کی لائننگ کے اندرونی جانب سی دیا گیا تھا۔ وہ کوٹ حفاظتی نقطۂ نظر سے ایک مقامی ریاست میں رکھا گیا تھا۔ خان کی دھمکیاں کارگر ثابت ہوئیں اور وہ کوٹ پیش کر دیا گیا۔ خان نے دو سلک لیٹرز کاٹ لیے، کیونکہ وہ زیادہ فارسی نہیں جانتا تھا، لہٰذا ان کا مطلب نہ سمجھ سکا۔ تاہم اسے یقین تھا کہ سلک لیٹرز کچھ نہ کچھ خفیہ معانی ضرور رکھتے تھے۔ کمشنر نے وہ مجھے بھجوا دیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہلا بھیجا کہ اس کے خیال میں وہ الفاظ بالکل بے معنی اور ناقابلِ فہم تھے۔

میں ابتداء میں ان کا مفہوم نہ سمجھ سکا لیکن اتنا جان گیا کہ وہ کسی وسیع منصوبے کے بارے میں تھے۔ میں نے وہ سی آئی ڈی والوں کو بھجوا دیے، جہاں سر چارلس کلیولینڈ نے بہت جلد یہ معمہ حل کر لیا۔ وہ عبداللہ اور انصاری (مولانا عبیداللہ سندھی اور مولانا منصور انصاری) نام کے مولویوں کی طرف سے لکھے گئے تھے، جن کا تعلق دیوبند (یوپی) مکتب فکر سے تھا۔ وہ انہوں نے وہاں اور دہلی میں بیٹھ کر تبلیغ جہاد کے لیے لکھے تھے۔ 1915ء میں کابل جاتے ہوئے انہوں نے ہندوستانی جنونیوں سے بھی ملاقات کی تھی۔ وہاں ان کا پُرجوش خیر مقدم کیا گیا۔ ترکی

اور جرمنی کے مشن سے ان کا رابطہ ہوا۔ علاوہ ازیں ہندوستانی انقلاب پسندوں، یعنی مہندر اپرتاپ اور برکت اللہ سے بھی ان کی ملاقات کرائی گئی۔ اس طرح انہوں نے اپنے رابطوں کو فعال بنالیا۔ انصاری پہلے ہی عرب جا چکا تھا اور واپس کابل بھی پہنچ گیا تھا۔ سلک لیٹرز پر 9 جولائی 1916ء کی تاریخ درج تھی۔ سندھ میں ایک قابل بھروسا ایجنٹ مکتوب الیہ تھا۔ اسے تاکید کی گئی تھی کہ یا تو وہ خود لے جائے یا کسی قابل اعتماد پیغام رساں کے ہاتھ محمود حسن (شیخ الہند) نام کے ایک مسلمان مذہبی رہنما کے پاس پہنچا دے جو پہلے ہی سازش کے فروغ کے لیے دیوبند سے مکہ جا چکا تھا۔ کابل اور ہندوستان میں تحریک میں ہونے والی پیش رفت، جرمن اور ترک مشنوں کی روانگی، ہنگامی حکومت کی تشکیل اور طلبہ کی سرگرمیوں کے بارے میں تفصیلات ان لیٹرز کے اندر موجود تھیں۔ ایک خدائی لشکر (جنود ربانیہ) کی تشکیل کے خدوخال بھی اس میں درج تھے۔ بتایا گیا تھا کہ تمام اسلامی حکمران متحد ہوکر برطانویوں کو نکال باہر کریں گے۔

اس سے قبل 1916ء میں بھی ہنگامی حکومت اس حد تک چلی گئی کہ ترکستان میں روسی گورنر جنرل کے پاس ایک مشن بھجوایا گیا۔ مشن اپنے ہمراہ جو خط لے کر گیا اس پر مہندر پرتاپ کے دستخط تھے۔ ایک خط زار روس کو بھی بھیجا گیا جو سونے کی ایک پلیٹ پر کندہ تھا۔ دونوں خطوط میں لکھا گیا کہ روس برطانیہ کے ساتھ اتحاد ختم کرنے اور ہندوستان پر حملہ کرنے میں ان کے ساتھ تعاون پر غور کرے۔ روس کی شاہی حکومت نے تو مشن کو لوٹا دیا، لیکن 1917ء میں جب بالشویک (کمیونسٹ) برسر اقتدار آئے تو انہیں یک دم اس مشن کی اہمیت کا ادراک ہوا۔ مقصد برطانیہ کی پشت میں خنجر گھونپنا تھا۔ اس طرح وہ اس عمل پر مستقل مزاجی اور تھوڑی بہت کامیابی کے ساتھ قائم رہے۔

اس سے پہلے بھی ہندوستانی غداروں پر مشتمل ماہر اور مشاق سٹاف کے تعاون سے اس طرح کے خطوط اچھی اور خوبصورت اردو میں تحریر کرائے گئے تھے۔ ان خطوط کی تہیں لگاتے اور انہیں لفافوں میں ملفوف کرتے وقت نفاست کو پیش نظر رکھا گیا۔ ان پر امپیریل چانسلر دان بالویگ کے دستخط موجود تھے۔ ہندوستانی شہزادگان اور امراء و روساء کو خاص طور پر منتخب کیا گیا تھا۔ ان خطوط میں ان سے وعدہ کیا گیا کہ وہ برطانوی غلامی کا طوق اتار پھینکیں تو انہیں انتہائی شاندار مراعات سے نوازا جائے گا، لیکن وہ خطوط لے جانے والے جرمن مشن کو ہم نے شمالی ایران میں پکڑ لیا اور خطوط برآمد کر لیے۔ وہ خطوط آج بھی انڈین فارن آفس میں دلچسپ تاریخی دستاویز کے طور پر محفوظ ہیں۔ ان سازشوں سے پتا چلتا ہے کہ کابل میں ہنگامی حکومت اور ان کے اتحادیوں نے خدائی لشکر کی راہ ہموار کرنے میں کس قدر سر توڑ کاوشیں کیں۔

مکہ میں مقیم جس ہندوستانی مولوی (شیخ الہند مولانا محمود حسن) کے نام سلک لیٹرز لکھے گئے، وہ حجاز میں موجود ترک جرنیل غالب پاشا کے ساتھ رابطہ کر چکا تھا۔ جنرل پاشا نے، جب وہ مصر میں ہمارا جنگی قیدی بنا تو تسلیم کیا کہ مذکورہ ہندوستانی مولوی نے اس سے برطانویوں کے خلاف اعلان جہاد پر دستخط کرائے تھے۔

غالب نامہ کے نام سے موسوم اس اعلان جہاد کی نقول ہندوستان اور سرحدی قبائل میں تقسیم کی جا چکی تھیں۔ سلک لیٹرز نے مولوی کو اس قابل بنا دیا کہ وہ اس تحریک کو ایک قدم آگے بڑھائے۔ اس نے چاہا کہ ترک حکومت اور شریف مکہ کا فعال تعاون اسے حاصل ہو جائے، کیونکہ جب خطوط تحریر کیے گئے، اس وقت انہوں نے (شریف مکہ نے) ترکوں کے خلاف بغاوت نہیں کی تھی۔ سکیم کے اس حصے کا تانا بانا بڑی ذہانت سے بنا گیا تھا اور اس دور کے حالات میں اس پر عمل درآمد کسی طرح بھی ممکن نہیں تھا۔ خط میں آگے جا کر خدائی لشکر کی تشکیل کی جو تفصیلات ملیں، وہ غیر حقیقی اور تخیلاتی تھیں۔ خط میں بتایا گیا تھا کہ مذکورہ لشکر کا صدر دفتر مدینہ میں ہوگا اور اس کا سپہ سالار وہی عظیم مولوی (شیخ الہند) ہوگا۔ قسطنطنیہ، تہران اور کابل میں الگ، مگر ماتحت کمانیں تجویز کی گئی تھیں۔ کابل کی کمان خط کے مصنف اور بڑے منصوبہ ساز عبداللہ (مولانا سندھی) کے سپرد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

خطوط میں تین سرپرستوں اور 12 فیلڈ مارشلوں کے نام بھی درج تھے، جن میں ایک شریف مکہ تھا۔ اس کے علاوہ متعدد کمانڈروں کے نام بھی موجود تھے۔ لاہور سے بھاگ کر کابل پہنچنے والے طلبہ کو بھی فراموش نہیں کیا گیا۔ ایک کو میجر جنرل، ایک کو کرنل اور 6 کو لیفٹیننٹ کرنل کے عہدے دیئے گئے تھے۔ سکیم کا یہ پورا حصہ صرف کاغذ پر موجود تھا، تاہم اس کے ذریعے ہمیں ہندوستان میں ان کے ہمدردوں اور بہی خواہوں کے بارے میں قابل قدر معلومات حاصل ہوگئیں اور ہم اس قابل ہوگئے کہ ان کے خلاف ضروری امتناعی اقدامات کر سکیں۔ پنجاب میں یہ اقدامات کم و بیش نصف درجن افراد کی جلاوطنی سے آگے نہ بڑھے جو ان کے فعال ترین ترک نواز ساتھی تھے۔ پنجاب میں مسلمانوں کی تحریکوں کا بیان مکمل ہوا چاہتا ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہ ہندوؤں اور سکھوں کی انقلابی تحریکوں سے یکسر مختلف تھیں۔ البتہ کابل میں صورت حال مختلف تھی، کیونکہ وہاں مسلمانوں کے روابط ان انقلاب پسند ہندوؤں کے ساتھ استوار تھے جو برلن اور ہندوستان دونوں سے متاثر تھے۔ یوں سینکڑوں لوگ سازشوں میں ملوث تھے اور انہیں سزائیں بھی سنائی گئیں۔ ان میں سے مسلمان بمشکل ایک یا دو تھے۔

اوڈوائر مزید لکھتا ہے: جنگ کے دوران امیر حبیب اللہ (والیٔ افغانستان) نے ہمارے ساتھ اپنے معاہدے کی جو پاسداری کی وہ ہمارے لیے ایک بہت بڑا اثاثہ ثابت ہوئی۔ اس کے جو سردار اور حکام اسے جرمنی اور ترکی کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑا کرنا چاہتے تھے، وہ کھل کر ان کی مخالفت نہیں کر سکتا تھا۔ ان کے ایجنٹ دار الحکومت میں بھی موجود تھے جو اعلان جہاد کر سکتے تھے اور سرحدی قبائل اور ہندوستان میں چھوٹے، مگر مضبوط مسلمان باغی طبقے کو افغانستان کے اندر بلا سکتے تھے۔ اس نے وقت کی ضرورت کے مطابق زمانہ سازی سے کام لیا اور مبینہ طور پر بڑی چابک دستی سے ترکی اور جرمنی کے مشنوں سے کہا کہ جس دن وہ اسے ہرات میں ایک لاکھ افراد پر مشتمل فوج دکھا دیں گے، وہ سمجھے گا کہ وہ واقعی کچھ کر گزرنا چاہتے ہیں۔ یہی مرحلہ تھا جب جرمن مایوسی اور غصے کے عالم میں کابل سے نکل گئے۔ دراصل وہ کچھ کر کے نہ دکھا سکے۔''

تحریک شیخ الہند جو ریشمی رومال سازش کیس کے نام سے برطانوی سی آئی ڈی کی رپورٹوں میں موجود ہے اور حضرت مولانا سید محمد میاںؒ کے قلم سے کتابی شکل میں مرتب ہو کر سامنے آ چکی ہے، یہ اس کے بارے میں سر مائیکل اوڈوائر کے مشاہدات و تاثرات ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس حوالے سے جرمنی، ترکی، کابل اور دیگر متعلقہ ملکوں کے میسر ریکارڈ کو سامنے لانے کی بھی کوشش کی جائے، مگر ہماری مجبوری یہ ہے کہ جن کے پاس ذوق ہے وہ وسائل سے تہی دامن ہیں اور وسائل والے دوستوں کے نزدیک سرے سے یہ دین کا کام ہی نہیں ہے۔ ❁❁

عزت مآب وزیر اعظم!

کیا مظلوم محصورین بنگلہ دیش رحم کے سب سے زیادہ مستحق نہیں؟

محمد سمیع

ہمارے دین کی تعلیم ہے کہ جو بندوں پر رحم نہیں کرتا، اللہ اس پر رحم نہیں کرتا۔اسی بات کو شاعر نے اپنے شعر میں اس طرح سمویا ہے۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

مدینے کی ریاست طرز پر پاکستانی ریاست کو تبدیل کرنے کا عزم رکھنے والے ہمارے عزت مآب وزیر اعظم نے اپنے ایک خطاب میں آپس میں رحم کے جذبے کو فروغ دینے کی بات کی ہے ۔ ویسے تو جب ہمارے مقتدر حضرات اس قسم کی باتیں کرتے ہیں تو ان پر اعتبار کرنا مشکل ہوتا ہے۔ ماضی کا تجربہ تو یہی ہے۔ان کے اس دعوے پر قوم کا مشاہدہ ہے کہ غریبوں کی حالت زار پر بقول ان کے ان کا دل خون کے آنسو روتا ہے لیکن عملی طور پر ان کے یہ آنسو اب تک مگر مچھ کے آنسو ہی ثابت ہوئے ہیں۔تاہم موجودہ وزیر اعظم کی اس بات پر اعتبار کرنے کا دل اس لیے تسلیم کرنے کو چاہتا ہے کہ لوگوں کے ساتھ ان کے رحم کے جذبے نے کینسر ہسپتال کی عملی صورت اختیار کی۔انہوں نے اس ہسپتال کے قیام اور اس کو جاری رکھنے کے لیے کیا کیا پاپڑ نہیں بیلے۔تاہم ان سے یہ سوال کرنے کو بھی دل چاہتا ہے کہ کیا مظلوم محصورین بنگلہ دیش ان کی ہمدردی کے سب سے زیادہ مستحق نہیں جنہوں نے پاکستان کے قیام میں بھر پور حصہ لیا جن کی قربانیوں کو تسلیم کرتے ہوئے بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ مجھے اس بات کا یقین نہیں تھا کہ پاکستان میری زندگی میں بن پائے گا لیکن ہندوستان کے صوبہ بہار کے 1946ء کے فسادات نے اس ناممکن کو ممکن کر دکھایا۔

اس بات کی گواہی پاکستان کے اکثریتی صوبے مشرقی پاکستان کے پہلے کلکٹر شہاب الدین رحمت اللہ نے اپنی کتاب ''شہاب بیتی'' میں دی ہے۔محصورین بنگلہ دیش کی عظیم اکثریت ہندوستان کے صوبہ بہار سے تعلق رکھتی ہے۔انہوں نے پاکستان کی خاطر نہ صرف جانی و مالی قربانی پیش کی بلکہ تقسیم ہند کے بعد مشرقی پاکستان ہجرت کر کے اس صوبہ کی تعمیر وترقی میں اہم کردار ادا کیا۔اس وقت جبکہ مشرقی پاکستان میں شورش برپا تھی ، انہوں نے ایک بار پھر دفاع پاکستان کے بھر پور جذبے کے ساتھ اپنا کردار ادا کیا۔ایسٹ پاکستان سول آرمڈ فورسز میں شامل عظیم اکثریت ان کے نوجوانوں پر مشتمل تھی۔پاکستان کی بدقسمتی کہ تمام تر کوششوں کے باوجود اسے سقوط ڈھاکہ کا سانحہ برداشت کرنا پڑا جس کے نتیجے میں ان محصورین کو ان کے گھروں سے نکال کر محصورین کیمپوں میں منتقل کر دیا گیا اور وہاں ان کی حالت زار سے تمام دنیا واقف ہے۔

پاکستان کے قیام کو ابھی ربع صدی بھی نہیں گزری تھی کہ انہیں ان ہی مصائب سے گزرنا پڑا جن سے وہ قیام پاکستان کے بعد ہجرت کے موقع پر جانی، مالی اور عزت و آبرو کی قربانی کی صورت میں ہوئی تھی۔شاید یہ پچھلی صدی کا دنیا کا عظیم ترین المیہ ہے کہ پاکستان کے ان لاکھوں جانثاروں کو 47 سال گزرنے کے باوجود بنگلہ دیش کے محصورین کیمپس سے پاکستان منتقلی کی کوئی کوشش کسی حکومت نے نہیں کی گویا کہ عملی طور پر اپنے ہی شہریوں کو اپنا شہری تسلیم کرنے کے انکار کی روش کو جاری رکھا ہوا ہے۔ شاید ہماری حکومتوں نے اپنے ملک کے مفاد میں حب الوطنی کی ایک انوکھی مثال قائم کر رکھی ہے۔مزید المیہ یہ ہے کہ ان محصورین میں سے کچھ لوگ جو وطن واپسی کی صورت میں پاکستان منتقل کیے گئے تھے۔اب ان کے شناختی کارڈ کی تجدید میں رکاوٹیں پیدا کی جا رہی ہیں لیکن انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے مقتدر حلقوں سمیت کسی نے اس ظلم کے خلاف آواز بلند کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔

جس قوم کو اسلام کے نعرے نے تمام اختلافات بھلا کر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی مثال قائم کرنے کی توفیق دی تھی وہ اب علاقائی، لسانی، نسلی حتیٰ کہ مذہبی گروہوں میں بٹ چکی ہے اور اسی کا شاخسانہ ہے کہ نہ صرف ملک کا اکثریتی صوبہ اس سے علیحدگی اختیار کر چکا ہے اور بقیہ پاکستان دشمنوں کی ریشہ دوانیوں اور اپنی نااہلیوں کی بناء پر عدم استحکام کا شکار ہے اور اس کی سالمیت ہر وقت خطرے سے دوچار رہتی ہے۔یہ صرف اس لیے ہے کہ ہم نے اسلام کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا جس نے ہمیں ایک قوم بنایا تھا۔ سات سے زیادہ عشروں کا عرصہ گزر جانے کے باوجود یہاں ہم نے اسلام کا نظام عدل قائم نہیں کیا۔مغرب کے استحصالی اور ظالمانہ نام نہاد جمہوری نظام نے معاشرے کو ظلم سے بھر دیا ہے۔مشرقی پاکستان کے باشندوں کی حق تلفیوں کے نتیجے میں ہم اس صوبے سے محروم ہوگئے۔حق تلفیوں کو بنیاد بنا کر لسانی جماعتوں کے لیڈروں نے لوگوں میں ایک دوسرے کے خلاف نفرتیں پیدا کیں اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

مشرقی پاکستان میں شیخ مجیب الرحمٰن نے اس سلسلے میں اہم کردار ادا کیا۔موجودہ پاکستان میں الطاف حسین نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔مہاجروں کو سبز باغ دکھایا گیا کہ ان کی قومیت تسلیم کروائی جائے گی، کوٹہ سسٹم ختم کروایا جائے گا اور محصورین بنگلہ دیش کو پاکستان منتقل کیا جائے گا لیکن تین عشروں میں شریک اقتدار رہنے کے باوجود وہ ان تین مطالبوں میں سے کوئی بھی مطالبہ پورا نہ کروا سکے۔انہوں نے جب بھارت جا کر یہ اعلان کیا کہ تقسیم ہند اس صدی کی عظیم ترین غلطی تھی اس پر بھی حکمرانوں سمیت کسی مقتدر حلقے نے ان کے خلاف کوئی اقدام نہ کیا کیونکہ انہیں الطاف حسین سے کام لینا تھا۔ان کی جماعت ہر حکومت کے اقتدار کا زینہ بنتی تھی تو کیسے ممکن تھا کہ ان کے خلاف کوئی اقدام کیا جاتا۔لیکن یہ بات ان کی آنکھوں کو کھول دینے کے لیے کافی ہے کہ جب ان کی طرف سے پاکستان مردہ باد کا نعرہ لگایا گیا تو پوری مہاجر برادری نے ان سے لاتعلقی اختیار کر لی ہے اور اب وہ پھر رہے ہیں یوسف بے کارواں ہو کر۔

مہاجر یہ کیسے برداشت کر سکتے تھے کہ جس پاکستان کے قیام کے لیے ان کے آباء واجداد نے ہر قسم کی قربانیاں دیں، اس کے خلاف مردہ باد کا نعرہ لگایا جائے۔ ایک طرف تو مہاجروں کی حب الوطنی کی یہ نادر مثال ہے اور دوسری طرف حکومتیں ہیں جو ان مہاجروں کو جو بنگلہ دیش کے محصورین کے کیمپس میں ذلت آمیز زندگی گزارنے پر مجبور ہیں، انہیں اپنا شہری تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں۔ شاید دنیا میں ایسی نادر مثال کسی قوم نے پیش نہ کی ہو۔

عزت مآب وزیر اعظم جب ایک طرف پاکستان کو مدینے کی ریاست کے طرز کی ریاست بنانے کا عزم کرتے ہیں، اسلامی قوانین کے اقوام مغرب کی جانب سے قبولیت کی مثالیں دیتے ہیں۔ دوسری طرف وہ ملک میں مدینے کی ریاست کے شرعی قوانین کے نفاذ کا کوئی تذکرہ نہیں کرتے تو پھر اس نتیجے پر پہنچنا مجبوری بن جاتی ہے کہ ان کے ذہن میں اسلام کے شرعی قوانین سے زیادہ مغربی اقوام کا طرز عمل اہم ہے کیونکہ وہ اسلام کے جاری کردہ قوانین کو اپنے ملکوں میں رائج کر رہے ہیں۔ اگر وہ واقعتاً ملک کو مدینے کی طرز کی ریاست بالفاظ دیگر اسلامی ریاست بنانا چاہتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ وہ ملک میں اسلامی نظام قائم کریں اور اس کے شرعی قوانین نافذ کریں اور ہر قسم کے ظلم وجور کو ختم کر کے عدل کے قیام کو یقینی بنائیں جس کے نتیجے میں جہاں دیگر مسائل حل ہو جائیں گے وہاں محصورین بنگلہ دیش کی منتقلی کا معاملہ بھی آسان ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

❀ ❀ ❀

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ حیدر آباد، ٹنڈو آدم سٹی کے ملتزم رفیق جناب عبد اللہ جان موٹر سائیکل ایکسیڈنٹ کی وجہ سے شدید زخمی ہیں۔

برائے عیادت: 0333-2882855

☆ منفرد اسرہ ٹنڈو آدم سٹی کے مبتدی رفیق محمد اسلم قریشی کی اہلیہ کے گردے کا آپریشن ہے۔

برائے عیادت: 0300-3353994

اللہ تعالیٰ مریضوں کو شفائے کاملہ، عاجلہ، مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ''دار الاسلام مرکز تنظیم اسلامی،

23- کلو میٹر ملتان روڈ (نزد چوہنگ)، لاہور'' میں

12 تا 14 اکتوبر 2018ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

مدرسین کورس

(نئے و متوقع مدرسین کے لیے)

(29 / جون تا یکم جولائی 2018ء ملتوی شدہ مدرسین کورس

بمقام فیصل آباد کو درج بالا میں مدغم کر دیا ہے)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-4369865

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 79-35473375(042)

سانحۂ کربلا

شہید مظلوم رضی اللہ عنہ

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عزیمت وعظمت کی صحیح تصویر

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب اور آپ کی مظلومانہ شہادت کے بیان پر جامع تالیف

بانی تنظیم اسلامی

محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کی دو جامع اور مختصر مگر عام فہم اور محققانہ تاریخی کتابوں

کا مطالعہ کیجئے

دونوں کتابوں کے سیٹ کی مجموعی قیمت

اشاعت خاص: 90 روپے اشاعت عام: 60 روپے

(علاوہ ڈاک خرچ)

مکتبہ خدام القرآن لاہور

36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 3-35869501

email:maktaba@tanzeem.org

The life and death of a believer…

By: Ayesha Khawaja

A very dear friend of mine died last week in Madinah on a Friday, after praying Fajar and reciting La Illaha Illallah loud and clear. Her story is so inspirational that I thought I would share it with you.

She was born and raised in New York and became a medical doctor there. One Ramadan, she thought she should read the Quran with understanding. She had hardly only just read the Tafseer of Bismillahirrahmanirraheem but was so absolutely mesmerized by it, she wondered where she had been all her life without this.....

Thereafter she started going to the masjid to gain more knowledge.

She told her mother she wanted to marry somebody passionate about the Deen. Just a few days later, they were informed that a doctor from Lahore was sitting in Itikaf in a masjid in New York. Even though he didn't have a beard at that time (now he has a full Sunnah beard), they considered him as a match and thus Dr Sarah wed Dr Osama in a simple Nikah ceremony.

They started a family and both of them devoted themselves to raising them as exemplary Muslim kids. They frequented the masjid and Islamic school and exerted the utmost effort in their upbringing.

When the children started Nazra, Sarah went for Tajweed lessons. At that point, she didn't even know that females could also do Hifz. When she saw one of the girls doing it, she turned to it with her heart and soul and completed it in a couple of years.

Both husband and wife had an intense desire to live and die in Madinah. They went for Umrah with the kids and there, her father raised his hands to the Heavens and made this dua for her. A father's dua is not rejected and angels say Aameen to the supplication of the sick so within a few months, despite insurmountable odds, they came to beautiful Madinah. Their colleagues and some of their relatives thought they were crazy to leave their tremendously high-paid jobs in USA which other people clamor all their lives for.

In Madinatun Nabi, all the 5 children started doing Hifz in Masjid e Nabwi. Dr. Sarah also started learning Arabic and soon she could speak and understand it flawlessly. She perfected her Tajweed and can you believe it got an Ijazah to teach in the Haram. She had an office in Masjid e Nabwi and taught there every day.

I got to know her through my brother who was the class fellow of Dr Osama in medical college. We met and I was instantly drawn to this love-driven Muslimah and her children. The eldest would recite the azan and move the whole audience to tears. The youngest would recite an Arabic "nasheed" and captivate hearts with his cuteness. The three girls would read the Qur'an with beautiful, angelic voices and rhythmic style.

They were the most generous of hosts in Madinah for the guests of Allah *(SWT)* and everyone who knew them and went for Umrah basked in their warm welcome and lovely company. Both husband and wife lived and breathed Dawah through their impeccable manners, speech and actions. Every word they uttered was meaningful and geared towards success in the Aakhirah. Dr

Osama gave such a compelling speech at our house that everybody present was visibly moved. Allahumma barik lahum, *Aameen!*

Two years ago, my brother invited Dr Sarah to speak at the Family Physicians' Conference and she, fully clad in burqa, niqab and gloves spoke about the love of her life, the Glorious Qur'an. It was around that time that she felt a numbness in her legs. Later she was diagnosed with ALS which rapidly worsened and soon she was unable to even get out of bed on her own.

Her daughters cheerfully and tirelessly took care of their mother's needs and attended her constantly with unwavering devotion. Even though, they had not done any major housework before that, they quickly took charge of the home and the younger siblings.

We met Dr Sarah this Ramadan in Masjid e Nabwi and she said that even though it took all her energy, she had prayed all the Taraweeh prayers in the Haram, forcing herself to stand up from her wheel chair for the Qur'an recitation. She said that the first time she had gone to her office in Masjid e Nabwi after months in the hospital, she had cried so profusely, women thought someone very close to her had died just then.

She said she sometimes felt like a prisoner, trapped in her body and a ghost looking at the house where she had run hither and tither, efficiently doing chores and catering to the family and making big dinners for poor people doing Umrah.

Her body felt like a ton and she could not get up by herself. Sometimes, the slightest movement triggered a fit of spasms that were most terrifying. Slowly, all her organs were shutting down. Her neck and one side was almost totally paralyzed. She could barely do recitation now but she was always grateful for the immense favors of Allah *(SWT)* upon her and she gave the most wonderful duas. My daughter in law said that when she sat with her, she could actually feel the presence of angels and an indescribable feeling of serenity.

She was in Lahore only about a fortnight ago but Allah *(SWT)* took her back to Madinah to die where she had always yearned to be buried because the Prophet *(SAAW)* said he would intercede for the person who dies there.

I am so happy to have known a person like her who was so warm, gentle, caring and so head over heels in love with her Creator *(SWT)*. At the same time, I will miss seeing her pretty, intelligent face lighting up when she talked about the Deen. May Allah *(SWT)* grant her the Ultimate Pleasure of looking at His *(SWT)* Countenance and may her progeny serve the Majestic Qur'an with every ounce of energy in their bodies. *Aameen!*

اللهم اغفر لها وارحمها وعافها واعف عنها و ادخلها في
رحمتك وحاسبها حسابايسيرا. امين يارب العالمين

انا للہ وانا الیہ راجعون — دعائے مغفرت

☆ مقامی تنظیم گوجرانوالہ کے رفیق محمد طیب کی والدہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0300-6432588

☆ تنظیم اسلامی گوجرخان کے نقیب اُسرہ ادریس خالد کے والد وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0306-5007310

☆ تنظیم نیوملتان کے ناظم تربیت ماسٹر محمد افضل حق کے والد وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0333-6162750

☆ حلقہ مالاکنڈ، واڑی کے ملتزم رفیق الطاف احمد کے والد وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0315-8081181

☆ حلقہ پنجاب جنوبی کے رفیق امیر حمزہ کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0302-6955352

☆ ملتان شمالی، قرآن اکیڈمی کے ناظم شیخ انعام الحق کے بڑے بھائی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0300-9631628

☆ حلقہ مالاکنڈ، واڑی کے ملتزم رفیق شیر علی کے چچا وفات پا گئے۔

☆ مقامی تنظیم سیالکوٹ جنوبی کے معتمد اعجاز عنصر کے ہم زلف وفات پا گئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔
قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Vol: 27 Regd. No. C.P.L NO.114 No.38

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore